ہفت روزہ
لاہور
ندائے خلافت
19
www.tanzeem.org
13 تا 19 مئی 2014ء / 13 تا 19 رجب المرجب 1435ھ

اس شمارے میں

نسخۂ کیمیا

اناجیل ’خمسہ‘ میں پیغمبر اسلامؐ کی آمد کی پیشین گوئیاں

ایک صبح نئی ......

فساد قلب ونظر ہے فرنگ کی تہذیب

لادینیت کی عالمگیر اشاعت کا راز

حکومت اور فوج میں اختلافات

تزکیۂ نفس

تنظیم اسلامی کی دعوتی وتربیتی سرگرمیاں

میں تم سے اچھا نہیں ہوں

بیعت خلافت کی تکمیل کے بعد خلیفہ رسولؐ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے خطبہ ارشاد فرمایا...... جس میں گویا نظام خلافت کی حکومتی پالیسی اور طریق حکومت کا ذکر تھا...... فرمایا:

”مجھے تمہارا والی بنایا گیا ہے، حالانکہ میں تم سے اچھا نہیں ہوں۔ پس اگر میں اچھے کام کروں تو میری اعانت و مدد کرنا۔ اگر (خدانخواستہ) مجھ سے غلط کام ہو تو میری اصلاح کرنا اور مجھے درست کرنا...... سچائی امانت ہے، جھوٹ خیانت۔ تم میں سے جو ضعیف (مظلوم) ہے، وہ میرے نزدیک قوی ہے، یہاں تک کہ اس کا حق لے کر نہ دوں...... اور تم میں سے جو قوی (ظلم وزیادتی کرنے والا) ہے وہ میرے نزدیک کمزور ہے جب تک اس سے دوسرے کا حق وصول نہ کرلوں...... جو قوم راہ حق میں جہاد کو چھوڑ دیتی ہے، اللہ تعالیٰ اس پر ذلت مسلط کردیتے ہیں۔ اور جس قوم میں بے حیائی رواج پذیر ہو جاتی ہے، وہ مصیبتوں اور بلاؤں میں گرفتار ہو جاتی ہے۔ جب میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کروں تو تم بھی میری اطاعت کرنا، اور جب میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی نافرمانی کروں تو تم پر میری اطاعت بالکل لازم نہیں۔“

خلفائے راشدینؓ
الشیخ خالد البیطار

ڈاکٹر اسرار احمدؒ

تسخیرِ لیل و نہار

سورۃ النحل | بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ | آیات 12 ، 13

وَسَخَّرَ لَكُمُ الَّيۡلَ وَالنَّهَارَ ۙ وَالشَّمۡسَ وَالۡقَمَرَ ؕ وَالنُّجُوۡمُ مُسَخَّرٰتٌۢ بِاَمۡرِهٖ ؕ اِنَّ فِىۡ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوۡمٍ
يَّعۡقِلُوۡنَ ۙ﴿۱۲﴾ وَمَا ذَرَاَ لَكُمۡ فِى الۡاَرۡضِ مُخۡتَلِفًا اَلۡوَانُهٗ ؕ اِنَّ فِىۡ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّقَوۡمٍ يَّذَّكَّرُوۡنَ ﴿۱۳﴾

اللہ تعالیٰ کی شانِ خلاقی کے بے شمار انداز ہیں‘ اس کی تخلیق میں لامحدود تنوع‘ بوقلمونی اور رنگا رنگی ہے۔ چنانچہ اب ایک دوسرے پہلو سے اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا ذکر ہونے جا رہا ہے:

آیت ۱۲ ﴿وَسَخَّرَ لَكُمُ الَّيۡلَ وَالنَّهَارَ ۙ﴾ ’’اور اُس نے مسخر کر دیا تمہارے لیے رات اور دن کو‘‘

انسان کی انفرادی اور اجتماعی زندگی میں رات اپنی جگہ اہم ہے اور دن کی اپنی اہمیت ہے۔ رات میں مجموعی طور پر ایک سکون ہے۔ یہ انسانوں اور دوسرے جانداروں کے لیے باعثِ راحت ہے۔ اس میں وہ آرام کرتے ہیں‘ سوتے ہیں اور صبح تازہ دم ہو کر اٹھتے ہیں۔ دوسری طرف دن میں بھاگ دوڑ‘ محنت‘ جدوجہد اور مختلف النوع انسانی سرگرمیاں ممکن ہوتی ہیں۔ اگر اس پہلو سے دنیا کے اجتماعی نظام کو دیکھا جائے تو یہ پورا نظام رات اور دن کے وجود کا مرہونِ منت نظر آتا ہے۔ نباتاتی نظام کو ہی لے لیجیے۔ اس کے لیے رات اور دن دونوں ہی ناگزیر ہیں۔ دن کو سورج کی روشنی اور تمازت سے نباتات کے لیے Photosynthesis کا عمل ممکن ہوتا ہے جو ان کی نشوونما کے لیے ناگزیر ہے۔ فصلوں اور پھلوں کو بھی پکنے کے لیے سورج کی روشنی اور حرارت کی ضرورت ہوتی ہے۔ دوسری طرف رات کو نباتات respiration کے عمل کے ذریعے سے آکسیجن حاصل کرتے ہیں۔ گویا رات اور دن کے بغیر نباتات کا وجود ممکن ہی نہیں ہے اور انسانی زندگی میں نباتات کے عمل دخل کا تصور کریں تو اس ایک مثال سے ہی یہ حقیقت سمجھ میں آ جاتی ہے کہ اللہ تعالیٰ کا دن اور رات کو انسان کے لیے مسخر کر دینا کتنی بڑی نعمت ہے۔

﴿وَالشَّمۡسَ وَالۡقَمَرَ ؕ وَالنُّجُوۡمُ مُسَخَّرٰتٌۢ بِاَمۡرِهٖ ؕ﴾ ’’اور سورج اور چاند کو‘ اور ستارے بھی مسخر ہیں اُسی کے حکم سے۔‘‘

پورا نظامِ شمسی اور تمام اجرامِ فلکی اللہ تعالیٰ کے حکم سے انسان کی نفع رسانی میں مصروف ہیں۔

﴿اِنَّ فِىۡ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوۡمٍ يَّعۡقِلُوۡنَ ﴿۱۲﴾﴾ ’’یقیناً اس میں نشانیاں ہیں عقل والوں کے لیے۔‘‘

آیت ۱۳ ﴿وَمَا ذَرَاَ لَكُمۡ فِى الۡاَرۡضِ مُخۡتَلِفًا اَلۡوَانُهٗ ؕ﴾ ’’اور جو چیزیں اُس نے پھیلا دی ہیں تمہارے لیے زمین میں اُن کے مختلف رنگ ہیں۔‘‘

اللہ تعالیٰ نے انسان کے لیے زمین میں رنگا رنگ قسم کے حیوانات‘ نباتات اور جمادات پیدا کیے ہیں۔

﴿اِنَّ فِىۡ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّقَوۡمٍ يَّذَّكَّرُوۡنَ ﴿۱۳﴾﴾ ’’یقیناً اس میں بھی نشانی ہے اُن لوگوں کے لیے جو نصیحت اخذ کریں۔‘‘

فرمان نبوی

بے گناہ قیدی کی رہائی کا انتظام کرو

عَنۡ اَبِیۡ مُوۡسٰی الۡاَشۡعَرِیِّ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ :((فُکُّوا الۡعَانِیَ وَاَطۡعِمُوا الۡجَائِعَ وَعُوۡدُوا الۡمَرِیۡضَ))

(بخاری)

نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا: ’’قیدی کو چھڑاؤ اور بھوکے کو کھانا کھلاؤ اور بیمار کی عیادت کرو۔‘‘

جو مسلمان جنگ کے نتیجہ میں کسی غیر اسلامی ریاست کا قیدی بن جائے یا اسے ناحق حوالات یا جیل میں بند کر دیا جائے‘ اس کی رہائی کا انتظام کرنا چاہیے۔ افسوس ہے کہ ہمارے دور میں بے گناہوں پر جھوٹے مقدمات دائر کرنے اور ان کو سزا دلوانے کا رواج عام ہو گیا ہے۔ اس طرح کے ستم رسیدہ لوگوں کی مدد کرنا بہت بڑی نیکی ہے۔

ہفت روزہ
لاہور
ندائے خلافت
تا خلافت کی بنا دنیا میں ہو پھر استوار
لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب و جگر
تنظیم اسلامی کا ترجمان، نظامِ خلافت کا نقیب
بانی: اقتدار احمد مرحوم
13 تا 19 مئی 2014ء — جلد 23
13 تا 19 رجب المرجب 1435ھ — شمارہ 19
مدیر مسئول: حافظ عاکف سعید
مدیر: ایوب بیگ مرزا
نائب مدیر: محبوب الحق عاجز
نگران طباعت: شیخ رحیم الدین
پبلشر: محمد سعید اسعد، طابع: رشید احمد چودھری
مطبع: مکتبہ جدید پریس، ریلوے روڈ لاہور
مرکزی دفتر تنظیم اسلامی:
67-اے، علامہ اقبال روڈ، گڑھی شاہو، لاہور-54000
فون: 36316638-36366638 فیکس: 36313131
E-Mail:markaz@tanzeem.org
مقام اشاعت: 36-کے، ماڈل ٹاؤن، لاہور-54700
فون: 35869501-03 فیکس: 35834000
publications@tanzeem.org
قیمت فی شمارہ 12 روپے
سالانہ زرِ تعاون
اندرونِ ملک...... 450 روپے
بیرون پاکستان
انڈیا------------------- (2000 روپے)
یورپ، ایشیا، افریقہ وغیرہ (2500 روپے)
امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا وغیرہ (3000 روپے)
ڈرافٹ، منی آرڈر یا پے آرڈر
"مکتبہ مرکزی انجمن خدام القرآن" کے عنوان سے ارسال کریں۔ چیک قبول نہیں کیے جاتے
"ادارہ" کا مضمون نگار حضرات کی تمام آراء سے پورے طور پر متفق ہونا ضروری نہیں

ادا ریہ
مرزا ایوب بیگ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نسخۂ کیمیا

عالمی ہوائی اڈوں پر گرین پاسپورٹ کو الگ کر دینا، پاکستانیوں کی الگ قطار بندی کرانا تو ایک عرصہ سے بہت سی وجوہات کی بنا پر تھا۔ نائن الیون کے بعد ہم پر دہشت گردی کا لیبل لگا تو مغربی یورپ اور بعض امریکی ریاستوں میں اس طرح کے واقعات ہوئے کہ جب کسی نے اپنا تعارف بطور پاکستانی کروایا تو پاس کھڑے کچھ لوگ دور ہٹ گئے، اگرچہ نائن الیون میں کسی پاکستانی کے ملوث ہونے کا الزام بھی نہ لگا تھا۔ علاوہ ازیں کتوں کے پلے گود کھلانے والے پاکستانی صدر نے نام نہاد دہشت گردی کے خلاف جنگ میں امریکہ کو از دل و جان تعاون کا یقین دلایا تھا۔ امریکی مطالبات کو من و عن تسلیم کر کے خود امریکی انتظامیہ کو ورطہ حیرت میں ڈال دیا تھا۔ تازہ ترین خبر یہ ہے کہ پاکستانی قوم پولیو زدہ قوم ہے۔ ہر پاکستانی کو بیرونِ ملک سفر کے لیے ایسا سرٹیفکیٹ پیش کرنا ہوگا کہ اسے پولیو کی مہلک بیماری لاحق نہیں ہے اور اینٹی پولیو قطرے پینے کی وجہ سے اسے پولیو کی بیماری لاحق ہونے کا خطرہ بھی نہیں ہے۔ جب اقوام متحدہ کی طرف سے یہ اعلان ہوا کہ جو ملک پولیو فری نہیں ہوگا، اس پر عالمی سطح پر پابندیاں عائد کی جاسکتی ہیں، اس سے پہلے پاکستان میں پولیو ٹیموں پر حملوں کے بہت کم واقعات رونما ہو رہے تھے۔ صرف آزاد قبائلی علاقوں میں ایسی باتیں گردش کر رہی تھیں کہ پولیو قطروں کے ذریعے مغرب مسلمانوں کے جسموں کو مفلوج کرنے کی سازش کر رہا ہے۔ بقیہ پاکستان میں اسے ایک افواہ ہی کا درجہ دیا گیا تھا۔ لیکن عالمی پابندیاں لگنے کے اعلان کے فوری بعد پولیو ٹیموں کی ٹارگٹ کلنگ قطار اندر قطار شروع ہوگئی۔ پھر جب ان پولیو ٹیموں کو حکومت کی جانب سے سکیورٹی فراہم کی گئی تو ان سکیورٹی فورسز پر تابڑ توڑ حملے شروع ہو گئے۔ ایک عام پاکستانی کے لیے یہ سمجھنا مشکل نہیں ہے کہ کسی بھی معاملے میں پاکستان کو سنگل آؤٹ کرنے میں کون سا ملک ہمیشہ سے بڑا فعال اور متحرک کردار ادا کرتا چلا آ رہا ہے۔ پھر نائن الیون کے بعد اسے کن دوسری قوتوں کی حمایت بلکہ سرپرستی حاصل ہو چکی ہے۔ لہٰذا عقلی سطح پر یہ سمجھا جا سکتا ہے کہ یہ "ریمنڈ ڈیوس" ٹائپ وارداتیں تھیں جو اس سٹریٹجی کا حصہ ہیں کہ پاکستان کو عدم استحکام سے دوچار کیا جائے، اسے الگ تھلگ کر دیا جائے بلکہ صحیح تر الفاظ میں اسے عالمی سطح پر اچھوت بنا دیا جائے۔

یہ درست ہے کہ یہ سب کچھ پاکستان اور اسلام کے دشمن کر رہے ہیں، لیکن ہمارے لیے اہم سوال یہ ہے کہ وہ اپنے مقاصد میں کامیاب کیوں ہو رہے ہیں؟ ہم پاکستانی مسلسل پسپا کیوں ہو رہے ہیں؟ حالات و واقعات سے ظاہر ہوتا ہے کہ ہماری کمر دیوار سے لگا چاہتی ہے اور طاغوتی قوتیں ہمارے خلاف گھیرا تنگ کرتی جا رہی ہیں۔ دشمن قوتیں کامیابی سے آگے کیوں بڑھ رہی ہیں؟ ہماری رائے میں اس کی وجہ یہ ہے کہ جس طرح چور اصل مجرم ہوتا ہے لیکن اپنے مال کی بجا طور پر حفاظت نہ کرنے والا بھی خطا کار ہوتا ہے، اسی طرح ظالم بھی اگرچہ بدترین مجرم ہے، لیکن مظلوم اگر ظالم کا ہاتھ روکنے کے لیے کوئی جدوجہد نہیں کرتا، ظلم کے سامنے ڈٹ جانے کے لیے درکار قوت حاصل کرنے کی کوشش نہیں کرتا اور ظالم کے سامنے سجدہ ریز ہونے میں ہی عافیت سمجھتا ہے تو وہ خود بھی اس جرم کے ارتکاب کا باعث بن رہا ہے۔ اس حوالہ سے پاکستان کا تجزیہ کریں یعنی پاکستان کا 'اسلحی لحاظ سے بڑی قوت بننے کا' تو معلوم ہوتا ہے کہ ہم نے عسکری حوالہ سے قوت تو بہت فراہم کی ہے۔ ہمارے پاس دنیا کی بہترین فوج موجود ہے جو انتہائی جدید اور تباہ کن ہتھیاروں سے لیس ہے' ہم ایٹمی قوت ہیں۔ پھر ہم تھر تھر کانپ کیوں رہے ہیں؟ زمین میں گڑے کیوں جا رہے ہیں؟ ان ہی کی چوکھٹ پر سجدہ ریز ہیں؟ جو دنیا بھر میں ہمیں ذلیل و خوار کر رہے ہیں' ہمیں اچھوت بنا رہے ہیں' دہشت گرد قرار دے کر پولیو زدہ قرار دے کر، یہاں تک کہ انہیں ہمارا وجود کھیل کے میدانوں میں بھی قبول نہیں۔ ہم دنیا کے لیے فٹ بال بنے ہوئے ہیں۔ جس کا جی چاہتا ہے ہمیں ٹھوکر مار کر جس طرف چاہے پھینک دیتا ہے۔ سمجھنے کی ضرورت ہے کہ ایسا کیوں ہو رہا ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ جب کسی قوت کی پشت پر مذہبی اخلاقیات نہ ہوں، آخرت کا تصور نہ ہو، صرف دنیا پر نظر ہو تو اس کے دو متضاد نتائج برآمد ہوتے ہیں یا تو فرعون' نمرود' ہٹلر اور بش پیدا ہوتے ہیں جو اس ریاستی قوت کو دنیا کی تباہی و بربادی کے لیے استعمال کرتے ہیں۔ ایک امریکی دانشور ہی کا قول ہے: Courage without conscience is a wild beast یعنی "ہمت بغیر ضمیر کے ایک جنگلی درندہ ہے۔" آج کا امریکہ اس ضرب المثل کو صد فی صد درست ثابت کر رہا ہے۔ یا پاکستانی حکمرانوں جیسے لوگ پیدا ہوتے ہیں جو ذاتی بدعنوانیوں اور بدکرداری کی وجہ سے اندر سے کھوکھلے ہو چکے ہوتے ہیں۔ ان میں

خوداعتمادی ختم ہو چکی ہوتی ہے۔ ان کے قلوب واذہان پر دشمن کا خوف مسلط ہو جاتا ہے۔ جونہی وہ دنیوی قوت و وسائل کے تقابل میں خود کو کمتر محسوس کرتے ہیں تو فوراً ہتھیار پھینک دیتے ہیں۔ یحییٰ خان اور پرویز مشرف نے اس کی بدترین عملی مثال پیش کی، لیکن یقین سے کہا جاسکتا ہے کہ ہمارے سیاسی لیڈر بھی ان ہی کے نقش قدم پر چلتے ہیں کیونکہ ہماری عسکری اور سیاسی قیادت امریکہ ہی کو ان داتا سمجھتی ہے (معاذاللہ)۔ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ کا سبق جو اللہ نے ہمیں روزانہ کئی بار دہرانے کا حکم دیا ہے، ہماری عظیم اکثریت اس طرف راغب ہی نہیں ہوتی۔ اور جو یہ دعا روزانہ درجنوں مرتبہ دہراتے ہیں ان کی بھی زبان کی نوک سے معاملہ آگے نہیں بڑھتا۔ صرف اللہ ہی کے آگے جھکنا اور اللہ ہی سے مدد مانگنا دل و دماغ میں راسخ ہی نہیں ہوتا۔ ایسا نہیں ہے کہ اللہ رب العزت دنیوی وسائل اور قوت حاصل کرنے سے منع فرماتا ہے بلکہ وہ تو اپنے کلام میں مسلمانوں کو حکم دیتا ہے: ”اور جہاں تک ہو سکے (قوت کے) زور سے اور گھوڑوں کے تیار رکھنے سے ان کے (مقابلے کے) لیے مستعد رہو کہ اس سے اللہ کے دشمنوں اور تمہارے دشمنوں اور ان کے سوا اور لوگوں پر جن کو تم نہیں جانتے اور اللہ جانتا ہے ہیبت بیٹھی رہے گی۔ اور تم جو اللہ کی راہ میں خرچ کرو گے اس کا ثواب تم کو پورا پورا دیا جائے گا اور تمہارا ذرا نقصان نہ کیا جائے گا۔“ (الانفال:60) ضرورت اس امر کی ہے کہ اس قوت کو استعمال کیا جائے لیکن بھروسا اس قوت پر نہیں بلکہ اللہ رب العزت پر کیا جائے تو اس کا استعمال نہ صرف طاغوتی قوتوں کے لیے دندان شکن ہوگا بلکہ یہ قوت غیر اسلامی دنیا کے لیے بھی امن و سکون اور خوشحالی کا باعث بنے گی۔ اسلامی تاریخ میں اس کی بے شمار مثالیں ہیں۔ برصغیر میں محمد بن قاسم اس کی تابناک مثال ہیں۔ قصہ کوتاہ فرد ہو یا ریاست اگر قوت ہدایت کے ساتھ ہے تو نعمت ہے اور امن وسکون کا باعث ہے اور اگر قوت بغیر ہدایت کے ہے تو لعنت ہے اور تباہی و بربادی کا باعث ہے۔

ہمارے لیے سوال یہ ہے کہ اپنی ایٹمی اور میزائلی قوت کو ہدایت کے ساتھ کیسے جوڑا جائے، اسے شیطنت سے الگ کیسے کیا جائے، تاکہ نہ صرف یہ کہ ہم دنیا کے ہاتھوں ذلیل وخوار ہونے سے بچیں بلکہ باقی دنیا کے لیے بھی رحمت وسلامتی کا باعث بنیں۔ تاریخ کا سبق یہ ہے کہ کسی قوم کے علماء کرام اور دانشور حضرات پر منحصر ہے کہ وہ قوم کو سلامتی اور عظمت کے راستے پر ڈالتے ہیں یا تباہی و بربادی کے گڑھے میں دھکیلتے ہیں۔ عالم ہو یا دانشور ہمارے ملک میں یہ فریضہ مثبت انداز میں ادا نہیں ہو رہا۔ ہمیں عظمت وسلامتی کے راستے پر ڈالنے کے لیے جہاد کرنے والے خال خال نظر آتے ہیں۔ علماء مختلف مسالک میں منقسم ہیں۔ ان کی ترجیح اسلام نہیں، اپنا مسلک ہے۔ پھر ایک ہم مسلک مختلف جماعتوں میں منقسم ہیں۔ غیر سیاسی علماء دنیا سے لاتعلق ہو کر اپنے اپنے حجروں میں اللہ اللہ کر رہے ہیں اور انہیں کوئی غرض نہیں کہ قوم ضلالت وگمراہی کی کس حد تک پہنچ چکی ہے اور یا وہ مایوسی کا شکار ہیں۔ لہٰذا گوشہ نشینی اختیار کر لی ہے۔ رہ گئے سیاسی علماء تو وہ ووٹر کا موڈ دیکھتے ہیں اور اس کے مطابق اپنا لائحہ عمل طے کرتے ہیں۔ ان کی سیاست کا مرکز اور مدار چونکہ دینی مدارس ہیں، لہٰذا وہ مدارس کو خطرے میں محسوس کریں تو تمام اختلافات کو فراموش کر کے یکجا ہو جاتے ہیں اور اپنی ان ”ریاستوں“ کو بچانے میں کامیاب ہو جاتے ہیں، لیکن پاکستان میں نفاذ شریعت کے لیے اسلام کے نظامِ عدلِ اجتماعی کے نفاذ کے لیے وہ کسی تحریک کا آغاز کرنے کو تیار نہیں، بلکہ اس اہم ترین اور عظیم ترین فریضے کی ادائی کے لیے مل بیٹھنے سے انکاری ہیں۔ ان کی اکثریت کا ذاتی کردار بھی عوام کے لیے مثالی نہیں۔ لہٰذا عسکری قوت کو دینی اور روحانی بنیاد کیسے فراہم ہو اور یہ قوت باعث رحمت کیسے بنے اور ہمارے دانشور حضرات (الا ماشاء اللہ) مغرب سے اس قدر مرعوب ہیں کہ وہ اپنے لیے عزت وعظمت کا راستہ اُسی کی پیروی میں ڈھونڈتے ہیں۔ ان کا اندازِ تحریر اور اندازِ گفتگو یہ ہوتا ہے ”آپ کے پاکستان میں یہ ہوتا ہے، آپ کے پاکستان کی دنیا میں یہ حیثیت ہے“۔ وہ خود کو الگ تھلگ رکھ کر قوم کی برائیوں کی نشاندہی کرتے رہتے ہیں اور اکثر کا معاملہ یہ ہے کہ وہ حکمرانوں کی لوٹ مار میں سے حصہ وصول کرتے ہیں۔ ان کی تحریروں سے یہ احساس ہوتا ہے کہ وہ کسی دوسرے جزیرے سے پاکستان کے حالات پر تبصرہ کر رہے ہیں اور کسی طرح بھی اس کا حصہ نہیں۔ علماء کرام اور دانشوروں کا یہ رویہ کیسے کوئی تبدیلی لائے گا، کیسے دنیا یہ سمجھے اور جانے گی کہ پاکستان کو الگ تھلگ کر دینے میں خود دنیا کا نقصان ہے۔ ہم بہت بڑی غلط فہمی میں مبتلا ہیں کہ ہم میں ایمان ہے، عمل کی کمی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ اصلاً کمی ہی ایمان کی ہے اور اس حقیقت کو قلم کی نوک پر لانے سے کیوں روکیں کہ ایمان ناپید نہ سہی، اس کا فقدان ہے۔ اس کا شدید بحران ہے اور اصل ضرورت دلوں میں ایمان کی بیجائی کی ہے۔ حقیقی ایمان عمل پر اثر انداز نہ ہو، یہ ممکن نہیں ہے۔ ہر وہ پاکستانی مسلمان جو دنیا میں پاکستان کا عزت و احترام چاہتا ہے اپنے دل میں ایمان کی بیجائی سے کام کا آغاز کرے۔ اگلے مراحل کے لیے یاددہانی کراتے رہیں گے۔ یاد رہے کہ ایمان قرآن سے اور صالحین کی صحبت سے ملتا ہے۔ قرآن آپ کے گھر میں موجود ہے۔ اسے پڑھنے اور سمجھنے کی بھی بھرپور کوشش کریں۔ اگر نیت نیک اور آرزو پختہ ہوگی تو صالحین کی صحبت بھی دستیاب ہو جائے گی۔ اس نسخہ کیمیا کے استعمال سے اگلے مراحل آسان ہو جائیں گے ان شاء اللہ!

پریس ریلیز 9 مئی 2014ء **حافظ عاکف سعید**

طالبان سے مذاکرات کامیاب بنانے اور امن قائم کرنے میں کلیدی کردار حکومت کو ادا کرنا ہوگا

حکومت کو شمالی وزیرستان میں فوجی آپریشن پر اُکسانے والے ملک وفوج کے ساتھ مخلص نہیں

حکومت اور تحریک طالبان پاکستان میں سے جو بھی زیادتی کا مرتکب ہوگا ہم اُس کی مذمت کریں گے۔ یہ بات امیر تنظیم اسلامی حافظ عاکف سعید نے قرآن اکیڈمی لاہور میں خطاب جمعہ کے دوران کہی۔ انہوں نے کہا کہ مذاکرات کامیاب بنانے اور امن قائم کرنے میں کلیدی کردار حکومت کو ادا کرنا ہوگا۔ حکومت کو اس حوالے سے پہل کرنا ہوگی اور وسیع القلبی کا مظاہرہ کرنا ہوگا۔ اُنہوں نے کہا کہ اس باہمی جنگ کو اس پس منظر میں دیکھنا ہوگا کہ 2004ء سے پہلے قبائلی مکمل طور پر پُرامن تھے۔ اُن کی طرف سے کسی اشتعال انگیزی کا مظاہرہ نہیں کیا گیا تھا، لیکن 2004ء میں پرویز مشرف نے امریکہ کا صفِ اوّل کا اتحادی بن کر قبائلیوں پر ظلم وستم کے پہاڑ توڑے، جس کا قبائلیوں پر شدید رد عمل ہوا۔ قبائلی چونکہ انتقام پر یقین رکھتے ہیں، لہٰذا اُنہوں نے پاکستان کے سکیورٹی اہلکاروں کے ساتھ کھلم کھلا جنگ شروع کر دی۔ اور یہ جنگ جسے دہشت گردی کے خلاف جنگ کہا جاتا ہے، ایک ایسے ناسور کی صورت اختیار کر چکی ہے جو اب لاعلاج نظر آتا ہے۔ بہرحال حکومت کے پاس مذاکرات کے سوا کوئی دوسرا آپشن نہیں۔ اس لئے کہ جنگ تو دس سال سے جاری ہے اور وہ نتیجہ خیز ثابت نہیں ہو رہی۔ اُنہوں نے کہا کہ جو لوگ حکومت کو شمالی وزیرستان میں فوجی آپریشن کے لئے اُکسا رہے ہیں وہ ملک وقوم کے ساتھ مخلص نہیں۔ ماضی میں کوئی فوجی آپریشن بھی مثبت نتائج پیدا نہیں کر سکا تھا اور ہر بار صورت حال مزید پیچیدہ اور گھمبیر ہو جاتی ہے۔ لہٰذا حکومت صرف اور صرف مذاکرات پر فوکس کرے، تاکہ ملک میں امن وامان قائم ہو سکے۔

(جاری کردہ: مرکزی شعبہ نشرواشاعت تنظیم اسلامی)

یہود کی موسیٰ علیہ السلام کو اذیت رسانی کی سب سے بڑی مثال: انکارِ جہاد

اور

اناجیل ''خمسہ'' میں پیغمبر اسلام ﷺ کی آمد کی پیشین گوئیاں

سورۃ الصّف کی آیات 5 تا 7 کا مطالعہ

مسجد جامع القرآن قرآن اکیڈمی لاہور میں امیر تنظیم اسلامی محترم حافظ عاکف سعید حفظہ اللہ کا 25 اپریل 2014ء کا خطاب جمعہ

خطبۂ مسنونہ اور تلاوت آیات کے بعد!

حضرات محترم! سورۃ الصّف ہمارے زیر مطالعہ ہے۔ اس کی ابتدائی چار آیات کا مطالعہ مکمل ہو چکا ہے۔ آج ہمیں اس کی آیات 5 تا 7 کا مطالعہ کرنا ہے۔

آیت 5 میں سابقہ اُمت کا تذکرہ ہے۔ فرمایا:

﴿ وَاِذْ قَالَ مُوْسٰی لِقَوْمِهٖ يٰقَوْمِ لِمَ تُؤْذُوْنَنِيْ وَقَدْ تَّعْلَمُوْنَ اَنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ ۭ ﴾

''اور (وہ وقت یاد کرنے کے لائق ہے) جب موسیٰؑ نے اپنے قوم سے کہا کہ بھائیو تم مجھے کیوں ایذا دیتے ہو، حالانکہ تم جانتے ہو کہ میں تمہارے پاس اللہ کا بھیجا ہوا آیا ہوں۔''

موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم سے کہا کہ تم مجھے کیوں تکلیف دیتے ہو، مجھے کیوں ذہنی اذیت دیتے ہو۔ میں تمہارے پاس اللہ کا رسول ، اللہ کا نمائندہ بن کر آیا ہوں۔ پھر بھی میرے ساتھ یہ سلوک کیوں۔ یہ مضمون سورۃ الاحزاب میں بھی آیا ہے۔ وہاں فرمایا: ﴿ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ اٰذَوْا مُوْسٰى ﴾ (آیت:69) ''مومنو! تم ان لوگوں جیسے نہ ہونا جنہوں نے موسیٰ علیہ السلام کو (عیب لگا کر) رنج پہنچایا۔''

سوال یہ ہے کہ موسیٰ علیہ السلام کو ان کی قوم سے کیا اذیت پہنچ رہی تھی، جس کا حضرت موسیٰ علیہ السلام نے خود قوم سے شکوہ کیا۔

موسیٰ علیہ السلام کو اذیت پہنچانے کے حوالے سے مفسرین نے چند واقعات ذکر کیے ہیں۔ ان میں سے ایک بڑا واقعہ قارون کی وہ گھٹیا اور گھناؤنی سازش تھی، جس کے ذریعے اُس نے اللہ کے برگزیدہ نبی کے کردار پر حملہ کیا۔ قارون بنی اسرائیل ہی کا ایک شخص تھا، لیکن وہ فرعون کا زیادہ وفادار تھا اور اس کے مفادات کے لیے کام کرتا تھا۔ لہٰذا اس کے پاس خزانے تھے اور فرعون نے اُسے نوازا ہوا تھا۔ دولت کی وجہ سے اُس کا دماغ خراب ہو چکا تھا۔ اس نے ایک فاحشہ عورت کو پیسے دے کر یہ کوشش کی کہ وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام پر اخلاقی زیادتی کا الزام لگا دے۔ عورت نے الزام لگایا، مگر اللہ تعالیٰ نے ایسا سبب پیدا کر دیا کہ اُس کا جھوٹا ہونا سب کے سامنے آ گیا۔ اسی طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اذیت دینے کے کچھ اور واقعات بھی ہوئے۔ بنی اسرائیل جب مصر سے نکلے اور صحرائے سینا میں پہنچے تو وہاں پر پینے کے پانی کا مسئلہ درپیش ہوا۔ فرعون اور اُس کے لشکروں سے تو بنی اسرائیل کو نجات مل گئی تھی۔ لیکن اب جو پانی کا مسئلہ پیش آیا تو قوم حضرت موسیٰ علیہ السلام کی جان لینے کے درپے ہو گئی کہ تم نے صحرا میں لا کر ہمیں مروا دیا۔ صورتحال اس قدر گھمبیر ہو گئی کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لیے جان بچانا مشکل ہو گیا تھا۔ آنجنابؑ نے اللہ کے حکم سے عصا کے ذریعے وہ معجزہ صادر کر دکھایا، جس سے ایک چٹان سے بارہ چشمے پھوٹ پڑے۔

مرتب: ابو اکرام

اس طرح کے بعض اور بھی واقعات ہیں، لیکن قرآن مجید نے اس حوالے سے جس واقعے کو سب سے زیادہ نمایاں کیا کہ وہ بنی اسرائیل کا جہاد و قتال سے انکار کا واقعہ ہے، جس کا ذکر سورۃ المائدہ میں پورے ایک رکوع میں آیا ہے۔ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کو شریعت عطا کی گئی تو حکم ہوا تھا کہ صحرا سے نکلو، اور فلاں شہر میں داخل ہو جاؤ اور وہاں پر اب نظام شریعت کو نافذ کرو۔ سورۃ الحدید میں ہم یہ مضمون پڑھ آئے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے پیغمبروں کو کھلی نشانیاں دے کر بھیجتا رہا اور ان پر کتابیں نازل کیں اور اُس نے انہیں ترازو یعنی نظام عدل عطا کیا، تاکہ وہ اُسے قائم کریں، اللہ کا دین و شریعت زمین پر نافذ ہو۔ چنانچہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کو شریعت عطا کر دی گئی تو اُن کو کہا گیا کہ اب آپ قتال کے لیے نکلیں۔ چنانچہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے قوم کو جہاد کی دعوت دی، اور قوم کو یہ یقین دہانی بھی کرائی کہ ایک مرتبہ ہمت کر کے داخل ہو جاؤ، اللہ تمہیں فتح عطا کرے گا۔ مگر قوم نے صاف جواب دے دیا کہ ہم جنگ نہیں کر سکتے۔ کہا: ﴿ فَاذْهَبْ اَنْتَ وَرَبُّكَ فَقَاتِلَآ اِنَّا هٰهُنَا قٰعِدُوْنَ ۝ ﴾ (المائدہ:24) ''(اگر لڑنا ہی ضرور ہے) تو تم اور تمہارا رب جاؤ اور لڑو۔ ہم یہیں بیٹھے رہیں گے۔'' بین السطور میں پیغام یہ تھا کہ اے موسیٰ علیہ السلام اپنا عصا لے جاؤ اور جس طرح پہلے سارے مرحلے آپ نے عصا کے ذریعے طے کیے ہیں، اس طرح اس مرحلے کو بھی طے کرا دو۔

قوم کے اس انکار پر حضرت موسیٰ علیہ السلام کو شدید صدمہ ہوا، اور وہ قوم سے بے زار ہو گئے۔ قرآن مجید میں اس کا نقشہ یوں کھینچا گیا ہے: ﴿ قَالَ رَبِّ اِنِّىْ لَآ اَمْلِكُ اِلَّا نَفْسِىْ وَاَخِىْ فَافْرُقْ بَيْنَنَا وَبَيْنَ الْقَوْمِ الْفٰسِقِيْنَ ۝ ﴾ (المائدہ:25) ''موسیٰ علیہ السلام نے (اللہ

سے) التجا کی کہ پروردگار میں اپنے اور اپنے بھائی کے سوا اور کسی پر اختیار نہیں رکھتا۔ تو ہم میں اور ان نافرمان لوگوں میں جدائی کر دے۔'' ﴿قَالَ فَاِنَّهَا مُحَرَّمَةٌ عَلَيْهِمْ اَرْبَعِيْنَ سَنَةً ج﴾ (المائدہ:26) ''اللہ نے فرمایا کہ وہ ملک ان پر چالیس برس تک کے لئے حرام کر دیا گیا'' یعنی ان کا جرم بہت بڑا ہے کہ جہاد سے انکاری ہو گئے۔ یہ سرزمین ان کے لیے لکھ دی گئی تھی، ایک مرتبہ داخل ہو جاتے تو فوراً فتح مل جاتی اور اللہ کا دین نافذ اور اسلامی ریاست قائم ہو جاتی۔ اب ان کی اس بزدلی اور کم ہمتی کی سزا یہ ہے کہ ان کے لیے ارض مقدس حرام کر دی گئی ہے۔ یہ 40 سال اسی صحرا میں بھٹکتے رہیں گے۔ لیکن اے موسیٰ علیہ السلام تمہیں انہی کے لیے رسول بنا کر بھیجا گیا، تمہیں ان کے ساتھ ہی رہنا پڑے گا، ان سے جدا نہیں ہو سکتے۔ بہرحال حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لیے یہ سب سے زیادہ اذیت ناک موقع تھا۔

نبی اکرم ﷺ کی انقلابی جدوجہد کے دوران بھی ہجرت مدینہ کے بعد قتال کا مرحلہ آیا۔ لیکن آپؐ کے جان نثار ساتھیوں کا ردعمل حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھیوں سے بالکل مختلف تھا۔ آپؐ کی حیات طیبہ میں 2 ہجری میں کفر و اسلام کا پہلا باقاعدہ معرکہ بدر پیش آیا تھا۔ اس موقع پر دراصل مسلمان مدینہ سے قریش کے تجارتی قافلے کے تعاقب میں نکلے تھے، اور بے سروسامانی کے عالم میں تھے۔ جب وہ مدینہ سے نکل کر کافی دور آ گئے تو اللہ کی طرف سے نبی ﷺ پر وحی آئی ہے کہ مکے سے ایک لشکر آ رہا ہے اور دوسری طرف تجارتی قافلہ ہے جو شام کی طرف سے آ رہا ہے جس کے لیے تم نکلے ہو۔ اللہ کا فیصلہ ہے کہ تم جس کی طرف بھی جاؤ گے اللہ تعالیٰ تمہیں فتح عطا کرے گا۔ اس موقع پر آنحضور ﷺ نے مجلس مشاورت منعقد کی اور صحابہؓ کے سامنے ساری صورتحال رکھی کہ اللہ کی طرف سے ہمارے لیے یہ پیغام ہے۔ اس موقع پر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اُٹھے اور نہایت اچھی بات کہی۔ پھر حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ اٹھے اور انہوں نے بھی نہایت عمدہ بات کہی۔ پھر حضرت مقداد بن عمرو رضی اللہ عنہ اٹھے اور عرض کی: ''اے اللہ کے رسول ﷺ! اللہ نے آپؐ کو جو راہ دکھلائی ہے اس پر رواں دواں رہیے ہم آپؐ کے ساتھ ہیں۔ خدا کی قسم ہم آپؐ سے وہ بات نہیں کہیں گے جو بنو اسرائیل نے موسیٰ علیہ السلام سے کہی تھی کہ ﴿فَاذْهَبْ اَنْتَ وَرَبُّكَ فَقَاتِلَا اِنَّا هٰهُنَا قٰعِدُوْنَ ۝﴾ (المائدہ:24) ''تم اور تمہارا رب جاؤ اور لڑو ہم یہیں بیٹھے ہیں۔'' بلکہ ہم یہ کہیں گے کہ آپؐ اور آپؐ کے پروردگار چلیں اور لڑیں اور ہم بھی آپؐ کے ساتھ ساتھ لڑیں گے۔ اس ذات کی قسم جس نے آپؐ کو حق کے ساتھ معبوث فرمایا ہے، اگر آپؐ ہم کو برک غماد تک لے چلیں تو ہم راستے والوں سے لڑتے بھڑتے آپؐ کے ساتھ وہاں بھی چلیں گے۔''

رسول اللہ ﷺ نے ان کے حق میں کلمہ خیر ارشاد فرمایا اور دُعا دی۔

یہ تینوں کمانڈر مہاجرین سے تھے جن کی تعداد لشکر میں کم تھی۔ رسول اللہ ﷺ کی خواہش تھی کہ انصار کی رائے معلوم کریں کیونکہ وہی لشکر میں اکثریت رکھتے تھے اور معرکے کا اصل بوجھ انہی کے شانوں پر پڑنے والا تھا۔ چونکہ بیعت عقبہ کی رُو سے ان پر لازم نہ تھا کہ مدینے سے باہر نکل کر جنگ کریں، اس لئے آپؐ نے مذکورہ تینوں حضرات کی باتیں سننے کے بعد فرمایا: ''لوگو! مجھے مشورہ دو۔'' مقصود انصار تھے اور یہ بات انصار کے کمانڈر اور علمبردار حضرت سعدؓ بن معاذ نے بھانپ لی۔ چنانچہ انہوں نے عرض کیا کہ بخدا! ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اے اللہ کے رسول ﷺ آپ کا رُوئے سخن ہماری طرف ہے۔ آپؐ نے فرمایا، ہاں! انہوں نے کہا: ''ہم تو آپؐ پر ایمان لائے ہیں، آپؐ کی تصدیق کی ہے اور یہ گواہی دی ہے کہ آپؐ جو کچھ لے کر آئے ہیں سب حق ہے اور اس پر ہم نے آپؐ کو اپنی سمع و طاعت کا عہد و میثاق دیا ہے، لہٰذا اے اللہ کے رسول ﷺ آپ کا جو ارادہ ہے اس کے لئے پیش قدمی فرمایئے۔ اس ذات کی قسم جس نے آپؐ کو حق کے ساتھ معبوث فرمایا ہے اگر آپؐ ہمیں ساتھ لے کر اس سمندر میں کودنا چاہیں تو ہم اس میں بھی آپؐ کے ساتھ کود پڑیں گے۔ ہمارا ایک آدمی بھی پیچھے نہ رہے گا۔ ہمیں قطعاً کوئی ہچکچاہٹ نہیں کہ کل آپؐ ہمارے ساتھ دشمن سے ٹکرا جائیں، ہم جنگ میں پامرد اور لڑنے میں جوانمرد ہیں۔ اور ممکن ہے اللہ آپؐ کو ہمارا وہ جوہر دکھلائے جس سے آپؐ کی آنکھیں ٹھنڈی ہو جائیں پس آپؐ ہمیں ہمراہ لے کر چلیں، اللہ برکت دے۔''

حضرت سعدؓ کی یہ بات سن کر رسول اللہ پر خوشی کی لہر دوڑ گئی۔ آپؐ پر نشاط طاری ہو گئی۔ آپؐ نے فرمایا: ''چلو اور خوشی خوشی چلو۔ اللہ نے مجھ سے دو گروہوں میں سے ایک کا وعدہ فرمایا ہے۔ واللہ اس وقت گویا میں قوم کی قتل گاہیں دیکھ رہا ہوں۔''

یہ ہے بہت بڑا فرق حضرت محمد ﷺ اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھیوں میں۔ آگے فرمایا:

﴿فَلَمَّا زَاغُوْٓا اَزَاغَ اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ ط وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ ۝﴾ (الصف:5)

''تو جب ان لوگوں نے کج روی کی اللہ نے بھی ان کے دل ٹیڑھے کر دیئے، اور اللہ نافرمانوں کو ہدایت نہیں دیتا۔''

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھیوں کے حوالے سے فرمایا کہ جب وہ خود ٹیڑھے ہو گئے تو اللہ نے بھی انہیں ٹیڑھا کر دیا۔ ہدایت اور ضلالت کا کُل اختیار اللہ کے پاس ہے۔ اللہ جسے چاہتا ہے، ہدایت دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے گمراہ کر دیتا ہے۔ سارا اختیار اللہ کے پاس ہے۔ لیکن (معاذ اللہ) اللہ تعالیٰ ظالم اور بے انصاف نہیں ہے۔ اللہ کا طریقہ یہ ہے جو شخص طلب ہدایت میں نکلتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کے لیے راہ ہدایت کھول دیتا ہے۔ لیکن کسی کو زبردستی کھینچ کر ہدایت پر لانا اللہ کی سنت کے خلاف ہے۔ ہدایت اُسی کو ملتی ہے جو طالب ہدایت ہو۔ اس کے برعکس جس کے سامنے بات واضح ہو گئی اور حقیقت کھل گئی ہو، لیکن پھر بھی تعصبات، مصلحتیں اور دُنیاوی مفادات قبول حق میں اُس کے آڑے آ رہے ہوں تو اللہ تعالیٰ اسے اُس کے حال پر چھوڑ دیتا ہے۔ ایسے شخص کو ہدایت نہیں ملتی۔ یہ بات سورۃ اللیل میں بایں الفاظ آئی ہے: ﴿فَاَمَّا مَنْ اَعْطٰى وَاتَّقٰى ۝٥ وَصَدَّقَ بِالْحُسْنٰى ۝٦ فَسَنُيَسِّرُهٗ لِلْيُسْرٰى ۝٧ وَاَمَّا مَنْۢ بَخِلَ وَاسْتَغْنٰى ۝٨ وَكَذَّبَ بِالْحُسْنٰى ۝٩ فَسَنُيَسِّرُهٗ لِلْعُسْرٰى ۝١٠﴾ ''تو جس نے (اللہ کے رستے میں مال) دیا اور پرہیزگاری کی اور نیک بات کو سچ جانا، اس کو ہم آسان طریقے کی توفیق دیں گے، اور جس نے بخل کیا اور بے پروا بنا رہا، اور نیک بات کو جھوٹ سمجھا، اسے ہم سختی میں پہنچائیں گے۔''

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ذکر کے بعد آگے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا تذکرہ ہے۔ فرمایا:

﴿وَاِذْ قَالَ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ يٰبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اِنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ مُّصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيَّ مِنَ التَّوْرٰىةِ وَمُبَشِّرًاۢ بِرَسُوْلٍ يَّاْتِيْ مِنْۢ بَعْدِي اسْمُهٗٓ اَحْمَدُ ط﴾ (الصف:6)

''اور (وہ وقت بھی یاد کرو) جب مریمؑ کے بیٹے عیسیٰؑ نے کہا کہ اے بنی اسرائیل میں تمہارے پاس تمہارے اللہ کا

بھیجا ہوا آیا ہوں، (اور) جو (کتاب) مجھ سے پہلے آچکی ہے (یعنی) تورات اس کی تصدیق کرتا ہوں اور ایک پیغمبرؐ جو میرے بعد آئیں گے جن کا نام احمدؐ ہوگا ان کی بشارت سناتا ہوں۔''

حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی بنی اسرائیل کی طرف رسول بن کر آئے مگر قوم نے آنجناب کی تکذیب کر دی۔ آپؑ کے مشن اور دعوت کی سخت مخالفت کا راستہ اپنا لیا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے بعد آنے والے آخری نبی حضرت محمد ﷺ کی بشارت دی۔ چنانچہ نبیؐ نے فرمایا کہ: ((اَنَا دَعْوَةُ اَبِیْ اِبْرَاهِیْمَ وَبَشَارَةُ عِیْسٰی)) ''میں اپنے باپ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دُعا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بشارت ہوں۔''

اس وقت جو انجیل موجود ہے اس میں اگرچہ بڑی تحریفات ہوئی ہیں اور اس میں رسولوں اور نبیوں کے بارے میں، ایسی ایسی باتیں آگئی ہیں جو انسان سوچ بھی نہیں سکتا۔ پھر اس میں نبی اکرم ﷺ کی آمد سے متعلق جو پیشین گوئیاں تھیں، ان کو کھرچنے کی پوری کوشش کی گئی ہے۔ تاہم اس کے باوجود انجیلوں میں کئی مقامات پر پیغمبر اسلام ﷺ کے حوالے سے بڑے واضح اشارات اب بھی موجود ہیں۔ جن سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ایک اہم مشن یہ بتانا تھا کہ میرے بعد جو نبی آنے والے ہیں وہ کامل دین لے کر آئیں گے۔

یوحنا کی انجیل کے باب 14 سے 16 تک مسلسل ایسی عبارتیں ہیں جس میں آنحضور ﷺ کے آنے کی خبر بڑی واضح طور پر موجود ہے۔ مثلاً ان میں سے ایک عبارت ہے کہ

''اس کے بعد میں تم سے بہت سی باتیں نہ کروں گا، کیونکہ دنیا کا سردار آتا ہے اور مجھ میں اس کا کچھ نہیں ہے۔''

(باب 14-31)

ایک اور جگہ ہے کہ

''لیکن جب وہ مددگار آئے گا، جس کو میں تمہارے پاس باپ کی طرف سے بھیجوں گا یعنی سچائی کی روح (سچائی کی روح کو الصادق سے جوڑ لیجیے) جو باپ سے صادر ہوتا ہے، تو وہ میری (صداقت کی) گواہی دے گا۔''

(15-26)

ایک جگہ ہے:

''مجھے تم سے اور بھی بہت سی باتیں کہنی ہیں، مگر اب تم ان کو برداشت نہیں کر سکتے۔ لیکن جب وہ یعنی سچائی کی روح (الصادق) آئے گا تو تم کو تمام سچائی کی راہ دکھائے گا، اس لیے کہ وہ اپنی طرف سے کچھ نہیں کہے گا بلکہ جو کچھ سنے گا وہی کہے گا۔ اور تمہیں آئندہ کی خبریں دے گا۔ وہ میرا جلال ظاہر کرے گا اس لئے کہ مجھ ہی سے حاصل کر کے تمہیں خبریں دے گا۔'' (16-12 تا 15)

یہ یوحنا کی انجیل کی چند عبارتیں ہیں۔ عیسائی چار انجیلوں کو مستند مانتے ہیں: یوحنا کی انجیل، لوقا کی انجیل، مرقس کی انجیل، متی کی انجیل۔ لیکن ایک اور انجیل بھی ہے جو برناباس حواری کی انجیل ہے، جو کچھ عرصہ پہلے یورپ کی لائبریری سے دریافت ہوئی ہے۔ عیسائی اُسے مسترد کر چکے ہیں، حالانکہ یہ سب سے زیادہ مستند انجیل ہے۔ اس لیے کہ برناباس حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حواریین میں سے تھے۔ انہوں نے براہ راست آپؑ کو دیکھا اور پایا اور ان سے براہ راست لیا۔ لیکن اس انجیل میں چونکہ توحید (جسے بعد میں تثلیث بنا دیا گیا) اور نبی اکرم ﷺ کی واضح بشارتیں تھیں، لہٰذا عیسائی مذہبی پیشواؤں نے اُسے رد کر دیا۔ ظاہر ہے کہ جب عیسائیوں نے تثلیث کفارہ اور الوہیت مسیح کے عقیدے اختیار کر لئے تو اُن کے پاس انجیل برناباس کو مسترد کرنے کے سوا کوئی چارہ نہ تھا۔ اگر وہ انجیل برناباس کو تسلیم کر لیں تو یہ تحریف شدہ عیسائیت کی نفی ہو جائے گی۔ بہرکیف انجیل برناباس میں بھی آپؐ کی آمد کی پیشین گوئیاں ہیں۔ مثلاً

''بالیقین میں تم سے کہتا ہوں کہ ہر نبی جو آیا ہے وہ صرف ایک قوم کے لیے خدا کی رحمت کا نشان بن کر پیدا ہوا ہے۔ اس وجہ سے ان انبیاء کی باتیں ان لوگوں کے سوا کہیں اور نہیں پھیلیں، جن کی طرف وہ بھیجے گئے تھے۔ مگر خدا کا رسول جب آئے گا خدا گویا اس کو اپنے ہاتھ کی مُہر دے دے گا۔ یہاں تک کہ وہ دُنیا کی تمام قوموں کو جو اس کی تعلیم پائیں گی، نجات اور رحمت پہنچا دے گا۔ وہ بے خدا لوگوں پر اقتدار لے کر آئے گا اور بُت پرستی کا ایسا قلع قمع کرے گا کہ شیطان پریشان ہو جائے گا۔'' (باب:43)

اسی انجیل میں یہ بھی ہے:

''(میرے جانے سے) تمہارا دل پریشان نہ ہو، نہ تم خوف کرو، کیونکہ میں نے تم کو پیدا نہیں کیا، بلکہ خدا ہمارا خالق، جس نے تمہیں پیدا کیا، وہی تمہاری حفاظت کرے گا۔ رہا میں! تو اس وقت میں دنیا میں اس رسول خدا کا راستہ تیار کرنے آیا ہوں جو دنیا کے لئے نجات لے کر آئے گا۔ (حواری) اندریاس نے کہا، استاد ہمیں اس کی نشانی بتا دے، تاکہ ہم اسے پہچان لیں۔ یسوع نے جواب دیا، وہ تمہارے زمانے میں نہیں آئے گا بلکہ تمہارے کچھ سال بعد آئے گا۔ جبکہ میری انجیل ایسی مسخ ہو چکی ہوگی کہ مشکل سے کوئی 30 آدمی مومن رہ جائیں گے۔ اُس وقت اللہ دنیا پر رحم فرمائے گا اور اپنے رسول کو بھیجے گا جس کے سر پر سفید بادل کا سایہ ہوگا، جس سے وہ خدا کا برگزیدہ جانا جائے گا۔ اور اس کے ذریعے سے خدا کی معرفت دنیا کو حاصل ہوگی۔ وہ بے خدا لوگوں کے خلاف بڑی طاقت کے ساتھ آئے گا۔ اور زمین سے بُت پرستی کو مٹا دے گا، اور مجھے اس کی بڑی خوشی ہے، کیونکہ اس کے ذریعے سے ہمارا خدا پہچانا جائے گا اور اس کی تقدیس ہوگی۔ اور میری صداقت دنیا کو معلوم ہوگی، اور وہ ان لوگوں سے انتقام لے گا جو مجھے انسان سے بڑھ کر کچھ قرار دیں گے...... وہ ایک ایسی صداقت کے ساتھ آئے گا جو تمام انبیاء کی لائی ہوئی صداقت سے زیادہ واضح ہوگی۔''

(باب:72)

''(یسوع نے سردار کاہن سے کہا) زندہ خدا کی قسم جس کے حضور میری جان حاضر ہے، میں وہ مسیح نہیں ہوں جس کی آمد کا تمام دنیا کی قومیں انتظار کر رہی ہیں، جس کا وعدہ خدا نے ہمارے باپ ابراہیم علیہ السلام سے یہ کہہ کر کیا تھا کہ تیری نسل کے وسیلہ سے زمین کی سب قومیں برکت پائیں گی''۔ (22-18)

اور ایک جگہ ہے:

''مگر جب خدا مجھے دنیا سے لے جائے گا تو شیطان پھر یہ بغاوت برپا کرے گا۔ کہ ناپرہیزگار لوگ مجھے خدا اور خدا کا بیٹا مانیں گے۔ اس کی وجہ سے میری باتوں اور میری تعلیمات کو مسخ کر دیا جائے گا، یہاں تک کہ بمشکل 30 صاحبِ ایمان رہ جائیں گے۔ اس وقت خدا دنیا پر رحم فرمائے گا اور اپنا رسول بھیجے گا جس کے لئے اس نے دنیا کی یہ ساری چیزیں بنائی ہیں، جو قوت کے ساتھ جنوب سے آئے گا اور بتوں کو بت پرستوں کے ساتھ برباد کر دے گا۔ جو شیطان سے وہ اقتدار چھین لے گا اس نے جو انسانوں پر حاصل کر لیا ہے۔ وہ خدا کی رحمت ان لوگوں کی نجات کے لئے اپنے ساتھ لائے گا، جو اس پر ایمان لائیں گے، اور مبارک ہے وہ جو اس کی باتوں کو مانے۔''

(باب:96)

''سردار کاہن نے پوچھا کہ وہ مسیح کس نام سے پکارا جائے

گا اور کیا نشانیاں اس کی آمد کو ظاہر کریں گی؟ یسوع نے جواب دیا: اس مسیح کا نام ''قابل تعریف'' ہے۔'' (اسم محمد ﷺ کے یہی معنی ہیں)۔ یاد رہے کہ احمد اور محمد (ﷺ) دونوں ایک ہی مادے سے ہیں) کیونکہ جب خدا نے اس کی روح پیدا کی تھی اس وقت اس کا یہ نام خود رکھا تھا اور وہاں اسے ایک ملکوتی شان میں رکھا گیا تھا۔ خدا نے کہا ''اے محمد ﷺ انتظار کر، کیونکہ تیری ہی خاطر میں جنت، دنیا اور بہت سی مخلوق پیدا کروں گا...... اور جب میں تجھے دنیا کی طرف بھیجوں گا تو میں تجھ کو پیغمبر نجات کی حیثیت سے بھیجوں گا۔ تیری بات سچی ہوگی یہاں تک کہ زمین و آسمان ٹل جائیں گے مگر تیرا دین نہیں ٹلے گا۔ سو اس کا مبارک نام محمدؐ ہے۔'' (باب:97)

یوں محسوس ہوتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی رسالت اور ان کے مشن کا یہ حصہ تھا کہ وہ نبی آخر الزمان ﷺ کی رسالت کی بشارت دیں۔ ویسے آپؐ کی آمد کی خوشخبریاں سابقہ آسمانی کتابوں میں بھی آئیں لیکن انجیل کا تو یہ خاص طور پر مشن تھا کہ آپؐ کی آمد کی بشارت دے۔

آگے فرمایا:

﴿ فَلَمَّا جَآءَهُمۡ بِالۡبَیِّنٰتِ قَالُوۡا هٰذَا سِحۡرٌ مُّبِیۡنٌ ۝﴾ (الصف:6)

''(پھر) جب وہ ان لوگوں کے پاس کھلی نشانیاں لے کر آئے تو کہنے لگے کہ یہ تو صریح جادو ہے۔''

افسوس کہ اتنی واضح نشانیوں اور خوشخبریوں کے باوجود اہل کتاب آپؐ کی رسالت کو ماننے کے لئے تیار نہیں۔ یہود بھی آپؐ پر ایمان نہ لائے اور عیسائیوں نے بھی نہیں مانا۔ یہی کہا کہ یہ تو جادوگر ہے۔ ان کے کلام کے اندر جادو کی سی تاثیر ہے۔

آگے فرمایا:

﴿ وَمَنۡ اَظۡلَمُ مِمَّنِ افۡتَرٰی عَلَی اللّٰهِ الۡکَذِبَ وَهُوَ یُدۡعٰۤی اِلَی الۡاِسۡلَامِ ؕ وَاللّٰهُ لَا یَهۡدِی الۡقَوۡمَ الظّٰلِمِیۡنَ ۝﴾ (الصف:7)

''اور اس سے ظالم کون کہ بلایا تو جائے اسلام کی طرف اور وہ اللہ پر جھوٹ بہتان باندھے، اور اللہ ظالم لوگوں کو ہدایت نہیں دیا کرتا۔''

یہاں افترا باندھنے والوں سے مراد اکثر مفسرین کے نزدیک مشرکین عرب ہیں۔ انہیں اللہ کے رسول حضرت محمد ﷺ اسلام کی طرف بلاتے رہے اور وہ انکار کرتے اور اللہ پر افترا جڑتے رہے۔ افترا کیا ہے؟ یہ کہ اللہ تعالیٰ نے کسی اور کو بھی اس کائنات میں حصہ دار بنایا ہوا ہے۔ یہ جو دیوتا ہیں اُن کو بھی کچھ اختیارات دیے ہوئے ہیں۔ یہ جو بت ہیں، انہیں بھی کچھ اختیارات سونپے ہوئے ہیں اور یہ آخرت میں ہماری سفارش کریں گے۔ یہ شرک ہے اور یہ وہ شے ہے جس کی فطرت انسانی میں کوئی بنیاد نہیں۔ انسانی فطرت ایک ہی اللہ کو پہچانتی ہے۔ شرک نرا جھوٹ اور افترا ہے۔ اور جو لوگ شرک، جھوٹ اور افترا کی روش اپنائیں وہ سخت ظالم ہیں۔ اللہ تعالیٰ ایسے ظالموں کو ہدایت نہیں دیتا۔

☆☆☆☆☆

خوشخبری دوسرا 15 روزہ فری ملٹی میڈیا شارٹ کورس

ان شاء اللہ

آغاز 2 جون

دعوت عام

داخلہ فارم جمع کروانے کی آخری تاریخ 31 مئی

اڈوب فوٹو شاپ | ان ڈور، آوٹ ڈور شوٹنگ | کیمرہ ورک

اڈوب پریمیئر | اڈوب اُڈیشن | کورل ڈرا

اڈوب آفٹر افیکٹس | سیٹ ڈیزائننگ | ان پیج

پرسکون اسلامی ماحول | اے سی کلاس روم | جنریٹر کی سہولت

جدید کمپیوٹر لیب | معیاری کھانا | بہترین سٹوڈیو

بمقام

قرآن اکیڈمی سعید کالونی نمبر 2 فیصل آباد

داخلہ فارم اور معلومات کے لئے

www.khuddam-ul-quran.com

0321-7805614 , 041-2420490

اک صبحِ نو……

عامرہ احسان

amira.pk@gmail.com

مشرقی سرحد کے پار سے اٹھنے والے انتخابی نعروں اور وعدوں کی گونج آنے والے وقت کے لیے کوئی نیک شگون نہیں رکھتی۔ مودی، اقتدار ملنے سے پہلے سپر پاوری نشے میں دھت اسامہ بن لادن نوعیت کے آپریشن سے دھمکا رہا ہے۔ ہندو انتہا پسندی کی آگ بھڑکائی جا رہی ہے۔ اِدھر پاکستانی دفتر خارجہ پاکستانیوں کو ویزے دینے سے انکار پر برہم ہے۔ درجہ حرارت ابھی سے مسلسل بڑھ رہا ہے۔ ابھی تو گنجے کو ناخن نہیں ملے۔ ایسے میں قومی سلامتی کے تقاضے کیا ہیں۔۔۔؟ جبکہ امریکہ بھی رعب گانٹھ رہا ہو۔ 'پاکستان سے تعلقات سنگین حد تک خراب ہیں۔ کشمیر پر ثالثی نہیں کر سکتے۔ باہمی اعتماد کی کمی کے باعث دونوں ملکوں کے تعلقات غیر یقینی سے دوچار ہیں۔ پاکستان دہشت گردوں کی حمایت بند کرے' تازہ ترین گھرکیاں ہیں نمائندہ خصوصی امریکہ برائے افغانستان و پاکستان، جیمز ڈوبنز کی، ایسے نازک وقت میں جب اتحادی سرکار بھی بے ننگ و نام ٹھہرا دے۔ 'دہشت گردوں' کی بنائی چٹنی اسے پسند نہ آئے۔ 'دہشت گردوں' کے لواحقین کے جھریوں بھرے چہروں والے مرد، عورتیں، بچے ہم سڑکوں پر روند ڈالیں، پھر بھی وہ خوش نہ ہو! اور ہمیں 'خدا ہی ملا نہ وصالِ صنم'!

ملک کی بقا و سلامتی باہم نوچ کھسوٹ اور سکور بنانے، کھینچ کھینچ کر چوکے چھکے لگانے میں نہیں۔ سیاسی اکھاڑے میں فوج کو گھسیٹ لا کر ایک عدد میڈیا ہاؤس یا سویلین حکومت سے برسرِ پیکار کر دینے میں نہیں۔ طالبان پر چڑھ دوڑنے اور نئے ملے طیاروں کی بمباری اپنوں پر آزمانے میں نہیں۔ فوج سیاسی جماعت نہیں جس کے حق میں مظاہرے کر کر کے اس کی وقعت بنانے بڑھانے کی فکر ہو۔ سرحدوں کے پار دیکھیے، دشمن کے عزائم پر نگاہ رکھیے۔ فوجی بوٹ نہ اٹھوائیے ملک کے اندر، کہ قدم بڑھاؤ۔۔۔ ہم تمہارے ساتھ ہیں! یہ عاقبت نا اندیشانہ جذباتیت کا گرد و غبار جب بیٹھے گا تو شاید آپ کو تاریخ کے اسباق یاد آ جائیں۔ فیلڈ مارشل ایوب خان لاہور کے دفاع سے بے نیاز، خوش گمانی میں تھے کہ بھارت کشمیر تک محدود رہے گا۔ مشرقی سرحد کے دفاع سے غفلت اور کمزوری کا نتیجہ یاد کیجیے۔ بھارتی فوج کے بڑھتے قدم روکنے کو صرف بارڈر سکیورٹی فورس اور رینجرز ناکافی اسلحے کے ساتھ مدمقابل تھے۔ اگر اللہ تعالیٰ کی خصوصی مدد شامل حال نہ ہوتی تو کیا کچھ نہ ہو گیا ہوتا۔۔۔ لیکن آج ہم امریکہ کی خاطر لڑتے لڑتے، روشن خیالی اور سیکولرازم کے ہاتھوں اللہ کی مدد امریکہ کے چرنوں میں ڈال چکے ہیں۔ بہت بڑے سجدہ سہو کے بغیر رب کی مدد حاصل کرنا بھی مشکل ہوا پڑا ہے! پرویز نے امریکہ کی خاطر اسلام کو جس طرح پیچھے چھوڑا، Disown کیا، قرآن و حدیث کا برملا مذاق اڑایا، آج تک اسی شخص کے دفاع میں یہ ساری دھول ملک میں اڑ رہی ہے۔ ہوش کے ناخن لینے کی ضرورت ہے۔ واللہ اس ملک کو نہ فوج بچا سکتی ہے نہ سیاست دان، نہ ایٹم بم نہ امریکہ۔ اللہ کی مدد کے سوا، ایں خیال است و محال است و جنوں۔۔۔ بھارت کے عزائم سے غافل ہونے کے ہم متحمل نہیں ہو سکتے۔

امریکہ کے پاکستان کے لیے عزائم بھی کبھی ڈھکے چھپے نہ تھے۔ ڈالروں کی اوٹ میں ہم بہت کچھ

پاکستان کو درپیش چیلنجوں سے نمٹنے کے لیے طالبان سے ہیرا پھیری بند کر کے سنجیدہ مذاکرات کے ذریعے امن قائم کرنا لازم ہے

بھولے بیٹھے ہیں۔ مسلم دنیا پر نگاہ ڈال لیجیے، بات واضح ہے۔ الجیریا میں صدر عبدالعزیز بوتیفلیکا وہیل چیئر پر صدر منتخب ہونے کا منفرد اعزاز رکھتے ہیں۔ ایسی ہی لولی لنگڑی وہیل چیئر جمہوریت مسلمانوں کا مقدر ہے۔ امریکی پس خوردہ لنڈا جمہوریت میں خواہ لنڈے کی ٹائیاں سوٹ کسے، نور المالکی ہو یا وردیاں ستارے سجائے بساط جمہوریت الٹنے والا مصری سیسی ہو، گلوبل جنگل کے چودھریوں کا مسلم دنیا کے لیے یہی فیصلہ ہے۔ اس سے آگے شام میں بشار الاسد کا نیا انتخاب کروانے کا ارادہ بھی خونخوار جمہوریت کو مزید قوی کرنے کا ہے۔ بشار الاسد کی تصویر اور (العیاذ باللہ) لا الٰہ الا بشار کے کلمات کفر اور اس پر سجدہ ریز شامی سپاہیوں کے جلو میں شام میں خون کی ندیاں بہہ رہی ہیں۔ شامی جمہوریت نے مسلمانوں پر موت، مہاجرت اور فاقہ کشی مسلط کر رکھی ہے۔ آگے مصر کو بھی دیکھ لیجیے۔۔۔ اکیسویں صدی کے مصری فرعون السیسی کے ہاں قانون کی حنوط شدہ لاش کارفرما ہے۔ 529 اخوانیوں کو پہلے سزائے موت سنائی گئی۔ 683 کو اب یک طرفہ سزائے موت بشمول مرشد عام کے! 1400 عورتوں بچوں بوڑھوں، نوجوانوں کو مظاہروں (جو جمہوری حق کہلاتا ہے!) کی پاداش میں سر اور سینے میں گولیاں مار کر، بلڈوزر چلا کر، آگ لگا کر شہید کیا گیا۔۔۔ نام نہاد مہذب دنیا اور ورلڈ میڈیا کے چوکس کیمروں کی نگاہ کے سامنے! اب عدالتی قتل عام کی باری تھی جس پر امریکہ، یورپی یونین اور ان کی لونڈی اقوام متحدہ منہ پھیر لیتی ہے۔

مسلمانوں پر انسانی حقوق، جنیوا کنونشنز کا اطلاق نہیں ہوتا۔ خواہ وہ مصر ہو، برما یا بنگوئی۔۔۔! یمن پر (حدیث میں مذکور عدن ابیان پر) اب بحکم امریکہ آپریشن جاری ہے۔ یمنی فوج امریکی لونڈی بنی اپنی آبادی پر فضائی بمباری کر رہی ہے جہاں پہلے ڈرون حملے ہوتے رہے۔ پوری مسلم دنیا میں ایک کہانی ہے۔ مصر میں فوجی حکمرانی اور قوت کے خلاف وہ لبرل سیکولر کو بھی برداشت کرنے کو تیار نہیں۔ لہٰذا 18 دیگر (غیر اخوانی، سیکولر) تحریکوں، جماعتوں پر پابندی کی بھی تیاری ہے۔ امریکہ کو ہر جا سیسی درکار ہے۔ یعنی نیا حسنی مبارک۔ شخصی آزادی، حقیقی جمہوریت، مضبوط عدلیہ مسلمان ممالک کو اسلام سے باز رکھنے کی خاطر دکھائے جانے والے خوابوں سے زیادہ حقیقت نہیں رکھتے۔ آنکھ کھلتی ہے تو کوئی نہ کوئی سیسی یا کرزئی کرسی اقتدار پر استحصال، ظلم اور جبر کا علم اٹھائے ملتا ہے! پاکستان کو

السیسیت سے، مصریت سے بچانے کے لیے جاگتے رہنے کی ضرورت ہے۔

میڈیا عریانی، فحاشی کی جس انتہا تک جانا چاہے۔۔۔امریکی ڈالر اور ہلہ شیری ملتی رہے گی۔لیکن حق سچ کہنے، نہ دبنے جھکنے بکنے والا میڈیا۔۔۔؟ ہرگز نہیں! عدالتیں بھی اسے مصری اور بنگلہ دیش ماڈل کی درکار ہیں۔حامد میر کہانی اپنے اندر تہ در تہ اسباق لیے ہوئے ہے۔آمنہ جنجوعہ اور مظلوم لواحقین لاپتگان پر اچانک ریاستی تشدد بھی بہت کچھ کہہ رہا ہے۔پاکستان کو در پیش چیلنجوں سے نمٹنے کے لیے طالبان سے ہیرا پھیری بند کر کے سنجیدہ مذاکرات کے ذریعے امن قائم کرنا لازم ہے۔تمام حراستی مراکز اور اس کے قیدی عدالتوں کے سپرد کیے جانے اور ماورائے قانون لاپتگیوں کو ختم کرنا لازم ہے۔حراستی مراکز میں موجود زندہ لاشیں (عدالتی کارروائیوں اور لاپتگان کے ورثاء کے انٹرویوز کے مطابق) پاکستان کے وجود کے لیے کتنا بڑا خطرہ ہیں جس کا ہوّا کھڑا کیا جاتا ہے؟ کیا پولیس، عدلیہ، وزارت قانون ان سے نمٹنے کو کافی نہیں۔ بے لاگ انہیں میڈیا کے سامنے پیش کریں، تا کہ ان 'ملک دشمنوں' کی خبر تو ہو! کیا یہ ریمنڈ ڈیوس، شکیل آفریدی سے بھاری مجرم ہیں؟

فوج کی بدنامی کے ان اسباب کو ختم کیے بغیر قومی سلامتی، یک جہتی، بھارت اور امریکہ جیسے دشمنوں کا مقابلہ ممکن نہیں۔اشتہارات، سپانسر شدہ ٹی وی پروگرام اور مظاہرے، ملی نغمے اس کا نعم البدل نہیں ہو سکتے۔ ساکھ بحال کرنے کے لیے یہ اقدامات کریں۔مودی کے مقابل فوج مشرقی محاذ پر صف آرا کریں۔کفر کے مقابل کمر بستہ ہوں گے تو مغربی سرحد والے سب رنجشیں بھلا کر غزوۂ ہند کی بشارتیں پانے آملیں گے۔۔۔! مدارس پر امریکہ کی بڑھتی ہوئی یلغار بھی محل نظر ہے۔یاد رکھیے مدارس کا 'علاج' کرنے کی کوشش کی تو محاورہ وہی ہوگا کہ مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی! اس علاج کے شوق میں امریکہ افغانستان میں منہ کی کھا چکا! یہ لاعلاج مرض ہے! اس کا مریض شہادت سے کم پر راضی نہیں ہوتا۔۔۔اور مسئلہ یہ ہے کہ شہید کا لہو۔۔۔؟

اس کے ہر قطرے میں اک صبح نئی!

خود شہید کے لیے بھی اور اس کے نظریے کے لیے بھی۔اس صبح کو طلوع ہو کر رہنا ہے۔﴿اَلَیۡسَ الصُّبۡحُ بِقَرِیۡبٍ﴾ (ھود: 81)! کیا صبح اب قریب نہیں؟

فسادِ قلب و نظر ہے فرنگ کی تہذیب

محبوب الحق عاجز
mehboobtnoli@gmail.com

اردو روزنامہ ''جہان پاکستان'' کے کالم نگار حسین نقی نے حال ہی میں ایک کالم ''اسلام، خواتین اور اسلامی نظریاتی کونسل'' کے عنوان سے لکھا ہے۔اپنے کالم میں کالم نگار نے اسلامی نظریاتی کونسل کی جانب سے دوسری شادی کے لئے بیوی کی اجازت کی قانونی شرط کو غیر اسلامی قرار دینے کو تنقید کا نشانہ بنایا ہے۔علاوہ ازیں پاکستان میں نفاذ اسلام کے حوالے سے دینی جماعتوں کی کاوشیں اور علماء کرام کا کردار بھی اُن کا ہدف بنا۔انہوں نے مرحوم ضیاء الحق کے دور پر بھی نشتر زنی کی کہ بقول اُن کے اُس دور میں خواتین کے حقوق اور حقوق نسواں تحریک کے اثرات کو ایک ایک کر کے ختم کرنے کا آغاز ہوا۔انہوں نے اس بات پر بھی اپنی برہمی کا اظہار کیا کہ خواتین کے خلاف اقدامات کے باوجود خواتین کے حقوق کی مخالفت کرنے والے یہ دعویٰ بھی کرتے ہیں کہ اسلام نے خواتین کو سب سے پہلے اور سب سے زیادہ حقوق دیئے ہیں۔

جہاں تک نقی صاحب کی دوسری شادی کے لئے بیوی کی اجازت کو غیر شرعی قرار دینے پر تنقید کا تعلق ہے تو اس پر اظہار تاسف ہی کیا جا سکتا ہے۔اسلامی نظریاتی کونسل نے کوئی نئی بات نہیں کی۔ عائلی قوانین 1962ء میں ایک منکر حدیث غلام احمد پرویز نے بنائے تھے، جنہیں پاکستان کے تمام مکاتب فکر کے چوٹی کے علماء بالاتفاق غیر اسلامی قرار دے چکے ہیں۔اس کے بعد کچھ کہنا تحصیل حاصل ہے۔رہی بات اسلام میں عورت کے حقوق کی، تو یہ بدیہی امر ہے کہ اسلام نے خواتین کو سب سے پہلے اور سب سے زیادہ حقوق عطا کئے ہیں۔اس میں نقی صاحب کو شک ہو، تو ہو مگر نقی صاحب اور ان کے قبیل کے لوگوں کے سوا کسی مسلمان اور حتیٰ کہ کسی انصاف پسند غیر مسلم مفکر کو بھی اس امر میں کوئی شبہ نہیں ہو سکتا۔ بلاشبہ اسلام نے عورت کو جتنے حقوق دیئے، اتنے حقوق کا کسی قدیم یا آج کی مغربی تہذیب میں تصور بھی نہیں کیا جا سکتا۔

عیسائیت میں عورت گناہ کی اصل، مرد کے لئے جہنم کا راستہ، ساری برائیوں اور فواحش کا ذریعہ اور شیطان کا موثر ہتھیار ہے۔ اُسے طلاق و خلع اور وراثت میں کوئی حق نہیں۔ اُسے نان نفقہ کے دعوے کا حق حاصل نہیں۔ یہودیت میں اُسے گناہ کے بانی شیطان کا دروازہ سمجھا جاتا ہے۔ یونانی تہذیب میں عورت کو نجس اور گناہوں کا ذمہ دار قرار دیا گیا۔ ایرانی تہذیب میں عورت بیوی کی حیثیت سے غلام تھی۔ یہی حال دوسری تہذیبوں کا تھا۔ اسلام نے عورت کو بلند رتبہ عطا کیا۔ اُسے قدر و منزلت اور شرف و عزت دی۔ ماں کی صورت میں جنت اُس کے قدموں تلے رکھ دی۔ بیٹی کی صورت میں وہ رحمت قرار پائی۔ نیک بیوی کی صورت میں اُسے دنیا کی بہت بڑی نعمت کا درجہ ملا۔ وہ وراثت میں حصہ دار ٹھہری۔ شادی بیاہ کے معاملے میں اُس کی رضامندی لازمی قرار پائی۔ اُسے خلع کا حق دیا گیا۔ آج مغرب میں لوگ بڑی تعداد میں اسلام قبول کر رہے ہیں۔ اسلام قبول کرنے والوں کی عظیم اکثریت عورتوں پر مشتمل ہے۔ اُن کے قبول اسلام کے واقعات پڑھیں تو یہی بات سامنے آتی ہے کہ وہ اسلام میں عورتوں کو دیئے گئے حقوق، تحفظ اور اس سے ملنے والے سکون قلب کی وجہ سے مشرف بہ اسلام ہوئیں۔

نقی صاحب اور اُن کے ہم خیال دوستوں کا مسئلہ یہ ہے کہ وہ اسلام کو اُس سانچہ میں ڈھالنے کے آرزومند ہیں، جو مغربی تہذیب نے وضع کیا ہے، جبکہ ایسا ہونا ممکن نہیں ہے۔ یہ لوگ اسلام کو ''خواتین مرکزی'' دیکھنا چاہتے ہیں جبکہ اسلام ایک جہانی نظام زندگی ہے، جو ایک دین کامل کی حیثیت سے ''انسان مرکزی'' کا تصور دیتا ہے، وہ انسان جو خدا کا خلیفہ ہے۔ اسلام تعلیمات اور احکام ایسے نظام زندگی کی تشکیل کرتے ہیں، جہاں تمام انسانوں کو اُن کی فطرت کے مطابق حقوق ملیں۔ عورت کو عورت کی حیثیت سے پوری عزت و احترام دیا جائے اور مرد کو مرد کی حیثیت سے بھرپور تکریم ملے۔ مغرب میں مساوات مرد و زن کا نعرہ لگایا جاتا ہے، مگر یہ نعرہ کھوکھلا بھی ہے اور غیر فطری بھی۔ اسلام عزت و احترام اور شرف انسانی میں مرد و زن کی کامل مساوات کا داعی ہے۔ اُس نے یہ مساوات اُس وقت عطا کی تھی جب مغرب dark ages میں جی رہا تھا۔ البتہ دائرہ کار اور فرائض میں وہ مساوات کی نفی کر کے توازن کی تعلیم دیتا ہے۔ چونکہ اسلام خاندان کی کفالت کا بوجھ مرد پر ڈالتا ہے اور عورت کو معاشی بار سے آزادی دیتا ہے، لہٰذا گھر سے باہر مرد کا میدان کار ہے، جہاں اُسے اکتساب رزق کے لئے جدوجہد کرنی ہے۔ عورت کا اصل دائرہ کار اُس کا گھر ہے۔ اُسے قرآن یہ حکم دیتا ہے کہ ﴿وَقَرۡنَ فِیۡ بُیُوۡتِکُنَّ وَلَا تَبَرَّجۡنَ تَبَرُّجَ الۡجَاہِلِیَّۃِ الۡاُوۡلٰی﴾ (الاحزاب 35) ''اور اپنے گھروں میں قرار پکڑو، اور دور جاہلیت کی طرح زینت کی نمائش کرتی نہ پھرو''۔ خواتین

جب بھی گھر سے نکلیں گی پوری طرح مستور ہو کر نکلیں گی ۔

عورت گھر کی ملکہ ہے۔ اُسے گھر کا انتظام و انصرام چلانا اور اولاد کی تربیت کرنی ہے۔ یہ بہت نازک ذمہ داری اور حد درجہ مشکل کام ہے، جسے انجام دے کر وہ خاندان کو مستحکم بناتی اور خاندانی زندگی کو جنت کا نمونہ بناتی ہے۔ آج کی مغربی تہذیب نے عورت پر کفالت کا بوجھ ڈال کر اُسے گھروں سے باہر نکالا تو اُس کے نتائج بھی بھگتنے پڑے۔ نکاح کا رشتہ کمزور پڑ گیا۔ معمولی معمولی باتوں پر طلاقیں دی جانے لگیں۔ ایک امریکی اخبار کے مطابق امریکا میں 50 فیصد، کینیڈا میں 40 فیصد اور فرانس میں 50 فیصد شادیاں طلاق پر ختم ہو جاتی ہیں۔ ان طلاقوں نے بڑے پیمانے پر وہ مسئلہ پیدا کیا جسے آج کل اُجڑے ہوئے گھر (broken houses) کا مسئلہ کہا جاتا ہے۔

عورت اور مرد طلاق کے ذریعے ایک دوسرے سے الگ ہو جاتے ہیں تو عین اُسی وقت وہ اپنے بچوں کو ماں باپ کے سائے سے محروم کر دیتے ہیں۔ یہ بچے تعلیم و تربیت سے عاری معاشرے میں جانوروں کی طرح پلتے بڑھتے ہیں اور آگے چل کر مجرمانہ کردار ادا کرتے ہیں۔ انسائیکلو پیڈیا برٹانیکا کا وقائع نگار لکھتا ہے کہ اس قسم کے بچے اکثر نفسیاتی بے اعتدالی (Physical Phycho) میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ اس کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ امریکا میں ہر سال اوسطاً 300 بچے اپنے ماں باپ کو بھی قتل کر دیتے ہیں۔

ہمیں یہ حقیقت نہیں بھولنی چاہیے کہ خود عورت کے لیے تحفظ اور آسودگی گھروں میں قرار پکڑنے اور صحیح طور پر اپنی خانگی ذمہ داریوں کو ادا کرنے میں ہے۔ آزادیٔ نسواں کے پُرفریب نعروں نے عورتوں کو گھسیٹ کر سڑکوں اور چوراہوں پر لا کھڑا کیا، اسے دفتروں میں کلرک، اور اجنبی مردوں کی پرائیویٹ سیکریٹری بنا دیا، تجارت اور کاروبار کی تشہیر کے لیے سیلز گرل اور ماڈل گرل بنا کر اس کے ایک ایک عضو کی سر بازار نمائش کی، اور اس کے ذریعے گاہکوں کو مال خریدنے کی دعوت دی گئی۔ پروپیگنڈے کی شیطانی ذہنیت نے یہ عجیب وغریب فلسفہ گھڑ کر لوگوں کے ذہنوں پر مسلط کر دیا کہ عورت اگر اپنے شوہر، ماں باپ، بہن بھائی اور اولاد کے لیے کام کاج کرے تو یہ قید اور ذلت ہے، لیکن وہی عورت اجنبی مردوں کے لیے کھانا پکائے، ان کے کمروں کی صفائی کرے، جہازوں اور گاڑیوں میں ہوسٹس بن کر سیکڑوں لوگوں کی ہوسناک نگاہوں کا نشانہ بنے، شاپنگ مال اور کاروباری مراکز پر اپنی مسکراہٹوں سے گاہکوں کو اپنی جانب متوجہ کرے، مخلوط ماحول میں کام کرتے ہوئے بسا اوقات جنسی استحصال تک کو برداشت کرتی رہے، تو یہ ذلت نہیں، عین شرف و اعزاز ہے۔ یہ عین آزادی ہے۔

مغربی تہذیب کے زیرِ اثر یہ بیانیہ درست نہیں کہ آج کی ماڈرن عورت کا گھر سے باہر نکلنا اور مردوں کے ساتھ کام کرنا ضروری ہے۔ اس کے بغیر ترقی کا سفر طے نہ ہو گا۔ اس لیے کہ جس ترقی کی بات اسلام کرتا ہے وہ فرد اور معاشرہ کی ہمہ جہتی بھلائی، مادی اور روحانی دونوں میدانوں میں ترقی سے عبارت ہے نہ کہ یہ محض فرد کے معاشی وسائل کی بڑھوتری کا نام ہے۔ یہ حقیقی ترقی ہے اور اس ترقی کا اس کے سوا کوئی راستہ نہیں کہ عورت اور مرد دونوں اپنے اپنے متعین دائرہ کار میں رہ کر کام کریں۔ گھر سے باہر کی ذمہ داریاں مرد ادا کرے ۔ وہ رزق حلال کے لیے جدوجہد کرے۔ سوسائٹی کی اصلاح کے لیے مقدور بھر کوشش کرے۔ جبکہ خواتین اپنے اصل میدان گھر میں رہ کر اپنی خانگی ذمہ داریاں نبھائیں۔ نئی نسل کی تربیت، اُن کی ذہن سازی کریں۔ اسلامی بنیادوں پر اولاد کو ایمان گھوٹ کر پلائیں اور ذہنوں میں راسخ کریں۔ اُن میں دینی روح پیدا کریں۔ انہیں اخلاقی تعلیمات اور رویوں سے آراستہ کریں، تاکہ وہ صحیح مسلمان بن کر اپنا معاشرتی کردار نبھا سکیں۔

اس زمانہ میں آزادیٔ نسواں کے علمبردار خواتین کو گھروں سے باہر لانا چاہتے ہیں تو اُس کی ایک بڑی وجہ یہ ہے کہ اُن کو وہ فرائض حقیر نظر آتے ہیں جو قدرت نے عورت کے سر ڈالے ہیں اور وہ فرائض محترم نظر آتے ہیں جو مردوں سے متعلق ہیں۔ چنانچہ وہ کہتے ہیں کہ یہ بات ہرگز قرین انصاف نہیں کہ عورتیں تو زندگی بھر بچے پالتی پھریں اور مرد ملکوں اور قوموں کی قسمت کے فیصلے کریں۔ حالانکہ یہ فرائض ہرگز حقیر نہیں ہیں۔ یہ بہت بھاری ذمہ داریاں ہیں، اور انہی کی صحیح ادائی پر افراد کی سیرت و کردار کی پختگی اور معاشرہ کے استحکام کا انحصار ہے۔ فرد معاشرہ کی اکائی ہے اور اس اکائی کی کردار کی مضبوطی کی بھٹی گھر ہے۔ اگر فرد مضبوط اور اخلاقی صفات سے آراستہ اور اپنے سماجی و ملی کردار سے آگاہ ہو گا تو اس سے مضبوط اور مستحکم معاشرہ کی بنیاد پڑے گی۔ اگر فرد ناپختہ، کردار و عمل سے عاری، ذمائم اخلاق سے آلودہ ہو گا تو ظاہر ہے ایک مستحکم اور پائیدار اخلاقی سماج کی تشکیل نہ ہو سکے گی۔ اور یہ کام تب ہو گا جب عورت خاتون خانہ کے طور پر اپنا اصلی کردار پورے احساس ذمہ داری سے ادا کرے گی۔

عورت کا شرف و امتیاز گھر کی ملکہ ہونے میں ہے۔ اُس کی بھلائی اُمومت کا کردار ادا کرنے میں ہے جو فطرت نے اُسے سونپا ہے۔ آزادیٔ نسواں کی تحریک جو عورت کو گھر سے باہر لانا چاہتی ہے، حقیقت میں اس کا نتیجہ عورت کی غلامی کی صورت میں نکل رہا ہے۔ اس لیے کہ اس سے عورت کی مشکلات ختم ہونے کی بجائے اور بڑھ گئی ہیں۔ ماں کی ممتا کمزور پڑ گئی ہے۔ حکیم الامت علامہ اقبالؒ جن کا اجتہاد کے حوالے سے نقی صاحب نے بھی حوالہ دیا ہے، آزادیٔ نسواں کی تحریک کے شدید ناقد تھے۔ وہ صاف کہتے ہیں کہ جس علم سے عورت اپنی خصوصیات کھو دیتی ہے، وہ علم نہیں موت ہے۔

تہذیب فرنگی ہے اگر مرگ اُمومت
ہے حضرت انساں کے لیے اس کا ثمر موت
جس علم کی تاثیر سے زن ہوتی ہے نازن
کہتے ہیں اُسی علم کو ارباب نظر موت
بے گانہ رہے دیں سے اگر مدرسۂ زن
ہے عشق و محبت کے لیے علم و ہنر موت

آزادیٔ نسواں کی تحریک سے مرد و زن کا رشتہ جس طرح ٹوٹا ہے اس کے برے نتائج پر طنز کرتے ہوئے کہتے ہیں۔

کوئی پوچھے حکیم یورپ سے
یونان و ہند ہیں جس کے حلقہ بگوش
کیا یہی ہے معاشرت کا کمال؟
مرد بے کار و زن تہی آغوش!

ہم آزادیٔ نسواں کی وکالت کرنے والے بھائیوں اور بہنوں سے عرض گزار ہیں کہ خدارا! مغرب کے خوشنما آزادیٔ نسواں کے جال سے نکلیں اور خواتین کے خلاف کاروکاری، سوارہ اور قرآن سے شادی جیسی فرسودہ اور ظالمانہ روایات کے خلاف آواز اٹھائیں، جو ہندوانہ تہذیب کے زیر اثر ہمارے معاشرے میں راہ پا گئی ہیں۔ جہیز کی لعنت کے خاتمہ کے لئے جدوجہد کریں، جس کی بنا پر لڑکیوں کی شادیاں نہیں ہو پاتیں، اور وہ بوڑھی ہو جاتی ہیں۔ ان حقوق کی بازیابی کے لیے کوشاں ہوں جو اسلام نے خواتین کو عطا کیے ہیں۔ انہیں وراثت میں حصہ دلانے کے لیے جدوجہد کریں۔ مسلمان خواتین کے لیے آئیڈیل ہیلری کلنٹن اور مونیکا لیونسکی نہیں، خاتون جنت حضرت فاطمۃ الزہرہ ؓ ہیں۔ اقبالؒ نے کہا تھا۔

اگر پند ز درویشے پذیری
ہزار امت بمیرد تو نمیری
بتولے باش و پنہاں شو ازیں عصر
کہ در آغوش شبیرے بگیری

محترم حسین نقی صاحب، مغرب اقدار سے محروم ہو کر جس ہلاکت کے راستے پر چل پڑا ہے، خدارا، اس ہلاکت اور تباہی کو دعوت نہ دیں۔ بے لگام آزادی اور اخلاقی قدروں سے بغاوت کا ہولناک نتیجہ اہل مغرب نے دیکھ لیا۔ اس کے باوجود آپ اپنے سماج کو اور قوم کو اس خوفناک انجام کی طرف لے جانے پر کیوں مُصر ہیں؟ میرے اور اپنے ممدوح اقبال کی نصیحت پر کان دھریں، جنہوں نے مغربی تہذیب کے گہرا مشاہدہ کے بعد کہا تھا۔

زندہ کر سکتی ہے ایران و عرب کو کیونکر
وہ فرنگی اور مدنیت کہ جو ہے خود لب گور

اور

فساد قلب و نظر ہے فرنگ کی تہذیب
کہ روح اس مدنیت کی رہ سکی نہ عفیف

لادینیت کی عالمگیر اشاعت کا راز

مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ

یہ نیا دین (لادینیت) اسلامی دنیا میں کیوں کر پھیل سکا؟ کیسے اسے یہ طاقت حاصل ہوسکی کہ مسلمانوں پر عین اُن کے گھر کے اندر حملہ آور ہو سکے؟ اور کیوں کر اُس کے لیے ممکن ہوا کہ لوگوں کی عقلوں اور طبیعتوں پر اس قدر قوت کے ساتھ مستولی ہو جائے؟ یہ سب سوالات ہیں، جو بڑی گہری اور دقیق فکر اور بڑے وسیع مطالعہ کو چاہتے ہیں۔

قصہ یوں ہوا ہے کہ انیسویں صدی عیسوی میں دنیائے اسلام پر تھکاوٹ اور بڑھاپے کے آثار طاری ہونے لگے۔ دعوت و عقیدہ اور علم و عقلیت کے لحاظ سے وہ شدید ضعف و انحطاط کی کیفیت میں مبتلا ہوگئی۔ اسلام تو بے شک بڑھاپے کی منزل سے آشنا نہیں ہے۔ اس کی مثال سورج کی سی ہے کہ قدیم ہونے کے باوجود ہر وقت جدید اور ہر دم جوان، لیکن یہ مسلمان تھے، جو ضعف و پیری کا شکار ہو گئے۔ علم میں وسعت، فکر میں ندرت، عقل میں عبقریت، دعوت کے جوش و ولولہ اور اسلام کو موثر طریقے پر پیش کرنے کے سلیقہ میں بڑا خلا محسوس ہوتا تھا۔ مزید برآں یہ ہوا کہ تعلیم یافتہ نوجوانوں سے ربط نہیں رکھا گیا اور نہ ان کے ذہن کو متاثر کرنے کی کوشش کی گئی، حالانکہ آنے والا دور انہیں کا تھا۔ اس نوخیز نسل کو اس بات کا قائل کرنے کی بہت کم کوشش کی گئی کہ اسلام ایک سدا بہار پیغام اور دین انسانیت ہے۔ قرآن ہی تنہا وہ معجزہ اور ابدی کتاب ہے جس کے عجائبات کی انتہا نہیں، جس کے ذخائر فکر یہ کا اختتام نہیں، اور جس کی جدت پر کہنگی کا گزر نہیں۔ رسول اللہ ﷺ اپنی ذات میں ایک زبردست معجزہ، تمام نسلوں کے رسول اور تمام زمانوں کے امام ہیں۔ اسلامی شریعت، قانون سازی کا ایک معیاری نمونہ ہے۔ اس میں زندگی کے ساتھ چلنے اور اس کے صحیح مطالبات کا جواب دینے کی پوری صلاحیت ہے۔ ایمان و عقیدہ اور اخلاق و روحانی اقدار ہی وہ بنیادیں ہیں، جن پر ایک شریف سوسائٹی اور پاکیزہ تمدن کی عمارت کھڑی کی جاسکتی ہے۔ نئی تہذیب کے پاس صرف ذرائع و وسائل ہیں۔ اخلاق و عقائد اور غایات و مقاصد کا سرچشمہ صرف انبیاء علیہم السلام کی تعلیمات ہیں، اور ایک متوازن اور صالح تمدن کا قیام صرف اسی طرح ہوسکتا ہے کہ مقاصد و وسائل صحیح تناسب کے ساتھ جمع ہوں۔

یہ صورت حال اور یہ وقت تھا، جب یورپ اپنے فلسفوں کا لشکر لے کر اسلامی دنیا پر حملہ آور ہوا۔ وہ فلسفے جن کی تدوین اور تراش و خراش بڑے بڑے فلاسفہ اور یگانۂ روزگار شخصیتوں کی ذہنی کاوشوں کا ثمرہ تھی، جنہوں نے ان پر ایسا علمی اور فلسفیانہ رنگ چڑھایا تھا کہ یہ فکر انسانی کی معراج ہے۔ مطالعہ و تحقیق اور عقل انسانی کی پرواز اس پر ختم ہے، اور غور و فکر کا یہ وہ نچوڑ ہے، جس کے بعد کچھ اور سوچا نہیں جا سکتا۔ حالانکہ ان فلسفوں میں کچھ چیزیں وہ تھیں، جو تجربات و مشاہدایت پر مبنی تھیں، اور وہ صحیح تھیں، اور بہت سی چیزیں وہ تھیں جو محض ظن و تخمین اور مفروضات و تخیلات پر مبنی تھیں۔ گویا ان میں حق بھی تھا اور باطل بھی، علم بھی تھا اور جہل بھی۔ محکم حقائق بھی تھے، اور شاعرانہ تخیلات بھی۔ شاعری، یہ نہ سمجھئے کہ نظم و قافیہ بندی ہی میں منحصر ہے، یہ فلسفہ و علم کے میدان میں بھی ہوتی ہے۔ یہ فلسفے مغربی فاتحین کے جلو میں آئے اور مشرقی عقل و طبیعت نے فاتحین کے ساتھ ساتھ ان کی اطاعت بھی قبول کر لی۔ مشرق کے تعلیم یافتہ طبقے نے بڑھ کر ان کو قبول کر لیا۔ ان لوگوں میں وہ بھی تھے، جنہوں نے سمجھ کر قبول کیا تھا، مگر وہ کم تھے، زیادہ تر وہ تھے، جو ذرا بھی نہیں سمجھتے تھے، لیکن اُس پر ایمان بالغیب رکھتے تھے۔ یہ سب ایک سرے سے مسحور تھے۔ ان فلسفوں پر ایمان لانا ہی عقل و خرد کا معیار بن گیا، اور اس کو روشن خیالوں کا شعار سمجھا جانے لگا۔

اس طرح یہ الحاد و ارتداد اسلامی ماحول اور اسلامی دائروں میں بغیر کسی شورش اور کش مکش کے پھیل گیا۔ نہ باپ اس انقلاب پر چونکے، نہ اساتذہ اور مربیوں کو خبر ہوئی، اور نہ غیرت ایمانی رکھنے والوں کو کوئی جنبش ہوئی۔ اس لیے کہ یہ ایک خاموش انقلاب تھا۔ اس الحاد و ارتداد کو اختیار کرنے والے کسی کلیسا میں جا کر نہیں کھڑے ہوئے، نہ کسی معبد میں داخل ہوئے، نہ کسی بت کے آگے انہوں نے ڈنڈوت کی، اور نہ کسی استھان پر جا کر قربانی پیش کی۔ اگلے دور میں یہی سب علامات تھیں جن سے کفر و ارتداد اور زندقہ کا علم ہوتا تھا۔

نفاق والحاد

اگلے مرتدین اسلامی سوسائٹی کو خیر باد کہہ کر اس سوسائٹی سے منسلک ہو جایا کرتے تھے جس کا دین وہ قبول کرتے تھے، اور اپنے عقیدے کی تبدیلی کا صراحت اور جرأت کے ساتھ اعلان کر دیتے تھے۔ پھر جو کچھ نئے مذہب کی راہ میں برداشت کرنا پڑتا تھا، برداشت کرتے تھے۔ انہیں اس پر اصرار نہیں ہوتا تھا کہ پرانی سوسائٹی میں جو حقوق اور منافع انہیں حاصل تھے، ان کو محفوظ رکھنے کے لئے اس سوسائٹی سے چپکے رہیں۔ لیکن آج جو لوگ دین اسلام سے اپنا تعلق منقطع کرتے ہیں، وہ اس پر تیار نہیں ہوتے کہ اسلامی سوسائٹی سے بھی اپنا رشتہ کاٹ لیں۔ حالانکہ دنیا بھر میں اسلامی معاشرہ ہی تنہا وہ معاشرہ ہے، جس کی تاسیس و ترتیب عقیدے کی بنیاد پر ہے، اور مخصوص عقائد کے بغیر اسلامی معاشرہ وجود میں نہیں آتا۔ لیکن یہ نئے مرتدین اصرار کرتے ہیں کہ اس معاشرے کے نام پر فوائد حاصل کرتے ہوئے اپنی جگہوں پر جمے رہیں۔ اور اسلام کے بخشے ہوئے تمام حقوق سے متمتع ہوتے رہیں۔ یہ ایک نرالی صورت حال ہے، جس سے اسلام کی تاریخ کو کبھی سابقہ نہیں پڑا تھا۔

''جاہلی عصبیت'' اور ''مذہب قوم پرستی''

ان فلسفوں نے جہاں ایک طرف عقائد اور اخلاقی قدروں کو مجروح کیا ہے، وہاں ان جاہلی جذبات واحساسات کی تخم ریزی بھی دنیائے اسلام میں کی ہے، جن سے اسلام نے کھل کر جنگ کی تھی، اور جن پر پیغمبر اسلامؐ نے پوری قوت سے چوٹ لگائی تھی۔ مثال کے طور پر عصبیت جاہلیہ کو لیجئے، جو نسل، وطن یا قومیت کی بنیاد پر پیدا ہوتی ہے۔ پھر اس کی اس قدر تقدیس کی جاتی ہے، اس طرح اس پر جان دی جاتی ہے، اور انسانی برادری کو اس کی بنیادوں پر تقسیم کرنے میں اتنا غلو پیدا ہو جاتا ہے کہ یہ (عصبیت) ایک مستقل عقیدہ اور ایک مستقل دین بن جاتی ہے۔ دل و دماغ پر اس طرح اس کا قبضہ ہو جاتا ہے کہ ساری زندگی کی باگ ڈور اسی کے ہاتھ میں آجاتی ہے۔ یہ اپنی ہمہ گیری، اپنی طاقت اور اپنے اثرات کی گہرائی اور مضبوطی کے لحاظ سے بلاشبہ دین و مذہب کی حریف ہے، اور اس کی گرفت انسان کی پوری زندگی پر ہوتی ہے۔ یہ جب کسی معاشرے پر چھا جاتی ہے تو انبیاء علیہم السلام کی کوششوں اور کارناموں پر پانی پھر جاتا ہے، اور دین عبادات اور چند رسوم و رواج کے دائرے میں محدود ہو کر رہ جاتا ہے جو پوری زندگی پر فرماں روائی

کے لیے آیا تھا۔ پھر اُس کے نتیجہ میں عالم انسانیت چند متحارب کیمپوں میں تقسیم ہو جاتا ہے اور وہ ''امت واحدہ'' جس کے متعلق پروردگارِ عالم کا ارشاد ہوا تھا: ﴿ وَاِنَّ ھٰذِہٖٓ اُمَّتُکُمْ اُمَّۃً وَّاحِدَۃً وَّاَنَا رَبُّکُمْ فَاتَّقُوْنِ ﴿۵۲﴾ ﴾ (المومنون) ''اور تمہاری جماعت (حقیقت میں) ایک ہی جماعت ہے اور میں تمہارا پروردگار ہوں تو مجھ سے ڈرو'' پارہ پارہ ہو کر بے شمار امتوں میں بٹ جاتی ہے۔

اسلام اس ''عصبیت'' سے کیوں برسرِ جنگ ہے؟

محمد رسول ﷺ نے اس عصبیت جاہلیہ کے خلاف پوری شدت کے ساتھ جنگ کی تھی، اس کے بارے میں اپنی امت کو صاف الفاظ میں آگاہی دی تھی، اور ہر اُس بنیاد پر تیشہ چلایا تھا، جس سے یہ ابھر سکتی ہے اور اس باب میں یہ رویہ ضروری بھی تھا۔ اس لیے کہ ان عصبیتوں کے ساتھ ایک عالمی دین کے قیام کا کوئی امکان اور امت واحدہ کی وحدت چار دن بھی سلامت نہیں رہ سکتی تھی، اس عصبیت کی مذمت اور اس کی تردید شریعت اسلامیہ میں ایک مسلم حقیقت ہے، بے شمار نصوص ہیں، جو اس بات کو ظاہر کرتے ہیں، بلکہ اسلام کی اس عصبیت سے پیکار بدیہی چیز ہے۔ جو شخص اسلام کے مزاج سے متعلق دینی مزاج ہی سے واقف ہوگا، اس پر یہ بات مخفی نہیں رہ سکتی کہ یہ مزاج ان عصبیتوں کے ساتھ جوڑ نہیں کھاتا۔ سیاسی رجحانات وخیالات سے خالی الذہن ہو کر تاریخ کا مطالعہ کیا جائے تو اس حقیقت سے انکار ناممکن ہے، بلکہ بین الانسانی تفریق اور عالم انسانیت کی تباہی وتخریب میں جو عوامل کارفرما رہے ہیں، ان میں ان جاہلی عصبیتوں کا درجہ بہت اونچا ہے۔ پس قدرتی بات ہے کہ جو انسان اس لیے آیا ہو کہ پوری دنیا کو ایک اکائی بنائے، جو اس لیے آیا ہو کہ تمام نوعِ انسانی کو ایک جھنڈے کے نیچے اور ایک عقیدے پر جمع کرے، جو اس لیے آیا ہو کہ ایک نیا معاشرہ وجود میں لائے، جو دین ایمان برب العالمین کی بنیادوں پر استوار ہو، جو اس لیے آیا ہو کہ خارزار عالم میں امن اسلام کے پھولوں کی سیج بچھائے، جو اس لیے آیا ہو کہ انسانیت کے پورے خاندان کو محبت والفت کی ایک لڑی میں پروئے، جو اس لیے آیا ہو کہ انہیں باہم شیر وشکر کر کے اس طرح یک جان بنادے کہ ایک کو دکھ ہو تو دوسرا بھی تڑپے، اس مشن کے حامل انسان کے لیے تو بالکل قدرتی اور بالکل عقلی بات ہے کہ وہ ان نسلی اور قومی عصبیتوں کے خلاف کھلا اعلان جنگ کرے اور اس انتہائی حد تک ان کے خلاف لڑے کہ وہ قصہ ماضی بن کر رہ جائیں۔ (بشکریہ پندرہ روزہ ''تعمیر حیات''، لکھنؤ)

تبصرہ کتب

نام کتاب: مطالعہ قرآن حکیم برائے طلبہ وطالبات: (حصہ اوّل)

تبصرہ نگار: ڈاکٹر حافظ محمد زبیر

'دی علم فاؤنڈیشن' ایک ٹرسٹ ہے جو گزشتہ تین چار برس سے خاص طور اسکولوں میں بچوں کو قرآن مجید کے معانی ومفاہیم سے روشناس کروانے کے لیے محنت کر رہا ہے۔ فاؤنڈیشن نے اسکولز کے طلبہ وطالبات کے لیے سات حصوں پر مشتمل ایک نصاب ترتیب دینا شروع کیا ہے' جس کے چار حصے اب تک شائع ہو چکے ہیں۔ یہ نصاب اس طرح ترتیب دیا گیا ہے کہ تیسری سے آٹھویں کلاس تک کے بچوں کو ایک ترتیب سے پورے قرآن مجید کے آسان فہم ترجمہ اور مختصر تشریح سے اس طرح گزار دیا جائے کہ آئندہ زندگی میں قرآن مجید پڑھتے ہوئے وہ کسی ترجمہ کی مدد کے بغیر اس کا معنی ومفہوم سمجھ سکیں۔ یہ نصاب اس وقت ایک سو سے زائد اسکولوں میں پڑھایا جا رہا ہے۔ اس کی افادیت کے پیش نظر نیوی اور فضائیہ کے اسکولوں کی بھی ایک بڑی تعداد نے اسے اپنے ہاں بطور نصاب مقرر کیا ہے۔

راقم نے اس نصاب کے پہلے حصے کا مطالعہ کیا ہے اور اسے بہت ہی مفید پایا ہے۔ ترجمہ آسان فہم ہے اور کلرز میں دیا گیا ہے, تا کہ بچوں کو یاد کرنے میں آسانی رہے اور ان کی توجہ برقرار رہے۔ اسی طرح نصاب کی تیاری میں بچوں کی ذہنی سطح کو ملحوظ رکھا گیا ہے ' جیسا کہ پہلے حصے کا آغاز انبیاء کرام ﷺ کے واقعات سے کیا گیا ہے' کیونکہ چھوٹی کلاسز کے بچے کہانی سننے میں زیادہ دلچسپی رکھتے ہیں۔ انبیاء کرام کے مبعوث ہونے کی سرزمین اور متعلقہ اقوام کے بارے میں بتلانے کے لیے رنگین نقشے بھی کتاب میں شامل کیے گئے ہیں جو واقعات میں بچوں کی دلچسپی مزید بڑھا دیتے ہیں۔ کتاب کے ایک حصے کو چھوٹے چھوٹے اسباق میں تقسیم کیا گیا ہے اور ہر سبق سے پہلے اس کے بارے میں ایک تعارفی مضمون ہے، اس کے بعد آیات اور ان کا ترجمہ دیا گیا۔ اس نصاب کی سب سے دلچسپ چیز مجھے اس کی رنگین مشقیں لگیں جو بچوں کو قرآن مجید کی تعلیمات ذہن نشین کروانے میں بہت ممد ومعاون ثابت ہوں گی۔ اس کا اندازہ مجھے اس سے بھی ہوا کہ اس کتاب کا پہلا حصہ جب میں نے مطالعہ کے لیے گھر لا کر رکھا تو ایک آدھ دن ہی گزرا تھا کہ دیکھا کہ بڑا بیٹا عبداللہ بن زبیر، جس کی عمر 8 سال ہے، اس کے اسباق کی دی ہوئی مشقیں از خود حل کر رہا تھا اور اپنی اس ایکٹوٹی کو انجوائے بھی کر رہا تھا۔

کتاب کے ہر حصے کے ساتھ استاد کے لیے علیحدہ سے گائیڈ بک بھی موجود ہے' جس میں مشقوں کے جوابات کے علاوہ کتاب کی تدریس کی ہدایات بھی تفصیل سے درج ہیں۔ ترجمہ کے بیان میں مسلکی اختلافات کے بیان سے گریز کیا گیا ہے اور متفق علیہ مفاہیم اور موضوعات کو مقصود بنایا گیا ہے۔ بلاشبہ قرآن مجید کی تعلیم ہر مسلمان کے لیے حتی الامکان فرض ہے۔ راقم ہر اسکول کے لیے اس کتاب کو بطور نصاب مقرر کرنے کی تجویز پیش کرتا ہے' یا کم از کم یہ تو ہونا ہی چاہیے کہ ہر اسکول اس کتاب کا ایک سیمپل حاصل کر کے اسے نصاب میں داخل کرنے کے بارے میں غور وفکر کرے۔ علاوہ ازیں والدین ان کتب کے ذریعے اپنے گھروں میں 8 سے 14 سال کے بچوں کو نہ صرف ترجمہ قرآن کی تعلیم دے سکتے ہیں بلکہ قرآن مجید کے بارے میں اپنی معلومات میں بھی بہت حد تک اضافہ کر سکتے ہیں۔

نصاب بہت ہی آسان فہم انداز میں ترتیب دیا گیا ہے اور اس کی درس وتدریس کے لیے عالم فاضل ہونے کی ضرورت نہیں ہے' کیونکہ یہ کوئی علم تفسیر نہیں' بلکہ قرآن مجید کی ترجمانی اور معنی ومفہوم کا مطالعہ ہے۔ مطالعہ قرآن حکیم کے اس نصاب کی کتب اسکولز کو بلا قیمت مہیا کی جاتی ہیں۔ خواہش مند حضرات وخواتین درج ذیل پتہ، ای میل یا ٹیلی فون نمبر پر رابطہ کر کے منگوا سکتے ہیں:

Address: The Ilm Foundation, 3/63, Block No. 3, D.M.C.H. Society, Karachi, 74800, Pakistan Email: info@tif.edu.pk; tif1430@gmail.com Ph: +92-021-34304450-51

☆☆☆

حکومت اور فوج میں اختلافات

خلافت فورم میں فکر انگیز مذاکرہ

مہمانانِ گرامی:
ایوب بیگ مرزا (ناظم نشر و اشاعت تنظیم اسلامی)
رضوان الرحمٰن رضی (معروف صحافی، دانشور)

میزبان: وسیم احمد
مرتب: فرقان دانش

سوال: حامد میر پر قاتلانہ حملہ پر جیو نے جس طرح آئی ایس آئی اور اُس کے چیف ظہیر الاسلام پر اُن کی تصویر دکھا کر الزام تراشی کی، اِس پر یوں معلوم ہوتا تھا کہ ملک بھر میں آئی ایس آئی کے خلاف طوفان اُٹھ کھڑا ہوگا اور سارا میڈیا یک زبان ہو کر حامد میر اور جیو کے ساتھ کھڑا ہوگا، لیکن اچانک حالات نے یوٹرن لیا اور جیو کے خلاف اور آئی ایس آئی کے حق میں ریلیاں نکلنی شروع ہوئیں، جو آج تک جاری ہیں۔ یہ تبدیلی کیسے اور کیوں آئی؟

ایوب بیگ مرزا: بات یہ ہے کہ پرویز مشرف کے دور سے پہلے پی ٹی وی کی اجارہ داری تھی۔ پرویز دور میں نجی کمپنیوں کو اپنے چینل قائم کرنے کی اجازت دی گئی۔ اس کے بعد ایسا لگتا ہے گویا ساری قوم ہی ''میڈیائی'' گئی ہے۔ ہر بات میں میڈیا کی پیروی کی جانے لگی۔ مجھے ایک جنرل سٹور والا کہنے لگا کہ رات کو ایک خاتون پیسٹ کا اشتہار دیکھتی ہے اور صبح آ کر وہی پیسٹ طلب کرتی ہے۔ اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ میڈیا ایک طاقت پکڑ گیا۔ آج ہمارے سیاستدانوں (خواہ وہ حکومت میں ہوں یا اپوزیشن میں) اور وزراء وغیرہ کی کوئی حیثیت نہیں رہی۔ وہ میڈیا کے بے دام غلام بنے کسی نہ کسی طرح اُس کی خوشامد کرتے ہوئے نظر آتے تھے۔ چنانچہ میڈیا کے کارپردازوں کے ذہن میں اگر یہ بات آ گئی کہ ہم شاہ گر ہیں تو یہ نرا زعم نہیں تھا، بلکہ کسی حد تک صحیح تھا۔ جیو سب سے پہلے قائم ہوا اور وہ بہر حال سب سے بڑا گروپ ہے۔ میڈیا جب جناتی قوت بن گیا تو وہ غیر ملکی قوتیں جو اپنے مقاصد کے حصول کے لیے پہلے اپنی توجہ حکومتوں پر رکھتی تھیں، اب اپنے مقاصد کی تکمیل کے لیے پاکستانی میڈیا سے براہ راست رابطہ میں آ گئیں۔ حال ہی میں یہ بات سامنے آئی ہے کہ امریکہ کی طرف سے میڈیا کو پانچ کروڑ ڈالر دیے گئے ہیں۔ تو یہ رقم بلا وجہ نہیں دی گئی بلکہ یہ ان کے اپنے ایجنڈے کی تکمیل کا ایک راستہ تھا۔ دراصل جیو نے یہ خیال کیا کہ ہم آئی ایس آئی کے خلاف مہم اُٹھائیں گے تو ساری پاکستانی قوم ہمارے ساتھ ہوگی اور دنیا آئی ایس آئی کے خلاف کھڑی ہو جائے گی۔ لیکن جب جیو پروپیگنڈا کو بہت زیادہ پذیرائی ہندوستان میں ملی اور بھارت سے لوگوں کے فون آنے شروع ہو گئے اور بھارت کے میڈیا نے بڑے زوردار انداز میں جیو کا ساتھ دینا شروع کر دیا تو سارا معاملہ اُلٹ گیا۔

ایسا کیوں ہوا؟ اس حوالے سے دو باتیں قابلِ توجہ ہیں۔ ہمارے عوام کا معاملہ یہ ہے کہ وہ بھارت کو ہمیشہ شک کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ جو چیز بھارتیوں کو پسند آئے وہ پاکستانیوں کو پسند نہیں آتی۔ لہٰذا جیو کا کردار مشکوک ہو گیا۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ جیو ایک بہت بڑی حقیقت کو فراموش کر گیا۔ وہ حقیقت یہ ہے کہ جب فوج حکومت میں ہو تو پاکستانی عوام فوجی حکومت کی شدت سے مخالفت کرتے ہیں۔ لیکن اگر حکومت سویلین ہو اور فوج پر الزام تراشی کی جائے تو وہ فوج کی حمایت کرتے ہیں اور فوج کی سائیڈ پر چلے جاتے ہیں۔ تاریخ سے ثابت ہے کہ سویلین حکومت کے دوران عوام کا ردّعمل ہمیشہ فوج کے حق میں ہوتا ہے، حکومت کے حق میں نہیں ہوتا۔ اس حقیقت کو جیو نے فراموش کر دیا۔ کچھ لوگ کہتے ہیں کہ جیو کے خلاف یہ مظاہرے آئی ایس آئی منظم کر رہی ہے، لیکن میں سمجھتا ہوں کہ ایسا نہیں ہے۔ اتنے بڑے مظاہرے کرانا آئی ایس آئی کے لیے آسان نہیں ہے۔ یہ عوامی ردّعمل ہے۔ انڈیا کے سابق وزیر خارجہ یشونت سنہا نے ہماری حکومت کو خط لکھا ہے کہ آپ جیو پر کوئی پابندی نہ لگائیں۔ اگر ایسی باتیں ہوں گی تو عوام کا ردّعمل شدید تر ہوتا چلا جائے گا۔

سوال: اِس حادثہ کے دوسرے دن وزیر اعظم نواز شریف، حامد میر کی عیادت کو گئے اور بعد ازاں اُن کے ترجمان پرویز رشید نے میڈیا سے بات کرتے ہو کہا کہ وزیر اعظم کا حامد میر کی عیادت کے لیے جانا بتاتا ہے کہ حکومت کس کے ساتھ ہے۔ چند روز بعد ہی وزیر دفاع خواجہ آصف نے جیو کے خلاف پیمرا کو ریفرنس بھیج دیا۔ حکومت کا اصل موقف کیا ہے؟

رضوان الرحمن رضی: میں مسلم لیگ (ن) کا حامی نہیں ہوں۔ لیکن یہ جو بیان انھوں نے دیا ہے یہ طالبان سے مذاکرات کے پس منظر میں دیا ہے۔ آپ اس بیان کی مذمت کریں، یہ آپ کا جمہوری حق ہے۔ لیکن صرف اس بات کی مذمت کریں جو انھوں نے کہی ہے۔ کیونکہ یہ بات اس تناظر میں نہیں کی گئی جس کا حوالہ دیا گیا ہے۔ پہلے ہم یہ ریکارڈ درست کر لیں۔ 5:19 بجے یہ واقعہ ہوتا ہے۔ 6 بجے ''جیو'' اپنا رونا روتا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ بہت بڑی بات ہے کہ ایک ملازم جس کی کوئی اوقات نہیں ہوتی ہے، اسے تو گیٹ پر روک دیا جاتا ہے، اس کے ساتھ ادارہ کھڑا ہو جاتا ہے۔ اس چینل کے ذمہ داران میں سو خرابیاں ہوں گی، میں ان کو سپورٹ نہیں کر رہا ہوں، لیکن چیزوں کو حقائق کی روشنی میں دیکھا جانا چاہیے۔ مجھے خوشی اس بات کی ہے کہ جیو نے اپنے ایک ملازم کے لیے سٹینڈ لیا۔ جو لوگ اس ادارے پر الزام تراشی کی بات کرتے ہیں، وہ ذرا حقائق پر نظر ڈالیں۔ 5:19 منٹ پر یہ واقعہ ہوتا ہے۔ 6 بجے ''جیو'' رونا روتا ہے۔ 5:55 پر حامد میر کے بھائی عامر میر آ کر آئی ایس آئی پر الزام لگاتے ہیں اور یکطرفہ الزام چلنا شروع ہو جاتا ہے جو 8 بجے کی خبروں تک چلتا ہے۔ 8 بجے کاؤنٹر سٹیٹمنٹ اور شٹ اپ کال بھی آ جاتی ہے۔ پھر دونوں چیزیں ساتھ ساتھ چلنا شروع ہو جاتی ہیں۔ یہ ٹوٹل دو گھنٹے کی مہم بنتی ہے۔ آپ تو دنیا کے نمبر ون ادارے نہیں ہیں۔ سی آئی اے جو پانچویں یا چھٹے نمبر کا ادارہ ہے، اس کے خلاف 2000ء سے آج تک ایک ہزار سے زیادہ کتابیں لکھی گئی ہیں کہ وہ ناکام ہوئی ہے، یہ

نااہل لوگوں کا مجموعہ ہے۔ سی آئی اے اس پر کچھ اعتراض نہیں کرتی۔ ویسے جیو کی اوقات کیا ہے؟ آپ کہتے ہیں کہ انڈیا سے کال آ گئی تھی۔ میں کہتا ہوں انڈیا کی کال تو 12 اکتوبر کو بھی آئی تھی، جب پرویز مشرف نے آئین توڑا تھا۔ کیا انڈیا کی کال کارگل کی شکست پر نہیں آئی تھی؟ اس وقت کسی کو تکلیف نہیں ہوئی۔ جنرل مرزا اسلم بیگ نے 5 کروڑ ڈالرز کی بات کی ہے۔ 5 کروڑ ڈالرز وہ پاکستان کے جن دو چینلز کو دیتے ہیں، آج کل انہی دو چینلز کا ہر اینکر فوج کی حمایت میں دبلا ہو رہا ہے۔ کرسچین سائنس مانیٹر کی پچھلے مہینے کی رپورٹ آن لائن پر موجود ہے اور انٹرنیٹ پر دیکھی جا سکتی ہے۔

ایوب بیگ مرزا : رضوان رضی صاحب نے جو فرمایا ہے، ہر شخص کی اپنی رائے ہوتی ہے اور یہ اس کا حق ہوتا ہے۔ جس تناظر کی بات کر رہے تھے وہ خالصتاً صحافتی تناظر تھا، خالصتاً حامد میر کا معاملہ تھا۔ پرویز رشید نے جو بیان دیا وہ ہسپتال سے باہر کھڑے ہو کر دیا۔ وہاں یہ بات کرنے کی کوئی وجہ ہی نہیں بنتی کہ وزیر اعظم صاحب ہسپتال تشریف لائے ہیں اور ان کے ترجمان اسی وقت کہتے ہیں کہ حکومت کس کے ساتھ ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ حامد میر جیو کا معمولی ملازم نہیں بلکہ جیو کا ستون ہے۔ یہ وہ لوگ ہیں جن پر جیو باقاعدہ کھڑا ہے۔ اگر وہ ستون آپ نکال دیں گے تو جیو دھڑام سے گر جائے گا۔ لہٰذا ’’جیو‘‘ کے پاس کوئی اور حل ہی نہیں تھا۔ پھر یہ کہ ’’جیو‘‘ اپنا جو ایجنڈا چلا آ رہا ہے، اس کے حوالے سے دیکھیں کہ پہلے بھی کس طرح اجمل قصاب کا گاؤں دکھایا گیا اور کس طرح سے یہ بات آئی۔ ایک خبر یہ بھی دے دوں کہ نیو یارک ٹائمز میں بتایا گیا ہے کہ مہران نیول بیس پر حملہ کے بعد جو آدمی پکڑے گئے تھے ان میں جیو کا ایک آدمی بھی تھا جو اس کیس میں ملوث پایا گیا۔ آئی ایس آئی کا اندرونی سیاست میں کردار کسی کو بھی گوارا نہیں۔ آئی جے آئی کی تشکیل اور خاص طور پر لاپتہ افراد کا معاملہ جیسے امور یقیناً قابل مذمت ہیں، لیکن یہ بھی حقیقت ہے کہ بہت کچھ غیر ملکی ایجنڈا پورے کرنے والوں نے ان کے Behalf پر بھی کیا۔ ہمیں یہ بھی فراموش نہیں کرنا چاہیے کہ عالمی سطح پر بیرونی دشمنوں خاص طور پر اسرائیل اور بھارت سے جس طرح آئی ایس آئی نے ہمارا دفاع کیا ہے اور ملک کی سلامتی کو محفوظ بنایا ہے، وہ قابل تعریف ہے۔ ہمارے وزیر اعظم نے بھی اس کا اعتراف کیا ہے۔ سابق وزیر خارجہ گوہر ایوب ٹیلی ویژن پر آ کر یہ راز فاش کر چکے ہیں کہ کس طرح ایک رات اسرائیل کا کہوٹہ پر حملہ کرنے کا پروگرام تھا اور کس طرح آدھی رات کو آئی ایس آئی نے اس کا انکشاف کیا اور اللہ کے فضل و کرم سے ہمارا ملک بچ گیا۔ یہ دونوں چیزیں ہیں۔ بیرونی دشمنوں سے ملک کو محفوظ بنانے کے حوالے سے آئی ایس آئی کی کارکردگی انتہائی حوصلہ افزا اور حد درجہ قابل تحسین ہے۔ جو چیز قابل مذمت ہو اس کی مذمت ہو لیکن جو عمل قابل تحسین ہو اس کی تحسین کی جانی چاہیے۔

سوال : عمران خان نے جیو پر سخت تنقید کی ہے۔ علاوہ ازیں اُنھوں نے گزشتہ انتخابات کے بارے میں کہا ہے کہ میچ فکس تھا اور سابق چیف جسٹس بھی اس گندے کھیل میں ملوث تھے۔ یہ بات کس حد تک درست ہے؟

ایوب بیگ مرزا : عمران خان نے جو بات کی ہے وہ پہلے بھی آ چکی ہے کہ گزشتہ الیکشن سے پہلے ایک اتحاد ثلاثہ وجود میں آیا تھا۔ وہ جیو، نواز شریف اور سابق چیف جسٹس افتخار چودھری پر مشتمل تھا۔ یہ اتحاد کیوں بنا؟ نواز شریف کو فوج اور آئی ایس آئی سے سخت شکایات تھیں۔ 1999ء میں ان کا تختہ اُلٹا گیا، حالانکہ حالات نارمل تھے، کوئی عوامی تحریک نہیں چل رہی تھی۔ اگرچہ یہ بہت بڑی زیادتی تھی لیکن ایک وزیر اعظم کی حیثیت سے نواز شریف کو ماضی کو فراموش کر کے آگے بڑھنا چاہیے تھا۔ چند دن پہلے سلیم صافی نے اپنے کالم میں لکھا ہے کہ ’’لوگ کہتے ہیں کہ نواز شریف نے اپنے ماضی سے سبق نہیں سیکھا لیکن حقیقت یہ ہے کہ انھوں نے بہت سبق سیکھا ہے۔ انھوں نے اپنا رویہ تبدیل کیا ہے اور وہ تبدیلی یہ آئی ہے کہ وہ پہلے لڑتے تھے، اب لڑواتے ہیں‘‘۔ بہرحال یہ حقیقت ہے کہ یہ اتحاد وجود میں آیا تھا، اور آپ نے دیکھا کہ ابھی نتائج بالکل واضح نہیں ہوئے تھے کہ جیو کی طرف سے مسلم لیگ (ن) کی کامیابی کا اعلان ہو گیا۔ اس پر سب لوگ شاہد ہیں۔ سابق چیف جسٹس صاحب نے کہا کہ میں دنیا کی ہر چیز پر نوٹس لے سکتا ہوں، لیکن اس (دھاندلی) پر میں کوئی نوٹس نہیں لے سکتا۔ انھوں نے صاف انکار کر دیا۔ چیف جسٹس نے نواز شریف کی اس لیے حمایت کی کہ انھیں خوف تھا کہ اگر پاکستان پیپلز پارٹی برسر اقتدار آ گئی تو وہ مجھ سے انتقام لے سکتی ہے۔ جیو کا معاملہ یہ ہے کہ جو بھی فوج کی مخالفت کرے گا وہ اس کے ساتھ رابطے میں آ جائیں گے۔ جب سے ان کا رابطہ امریکہ سے استوار ہوا ہے اس وقت سے ان کا یہ کردار چلا آتا ہے۔ میں صاف الفاظ میں کہتا ہوں اینٹی سٹیٹ عناصر جیو کو ایک راستہ دکھا رہے ہیں اور وہ انہی کے راستے پر چل رہا ہے۔ دھاندلی کے حوالے سے جہاں تک نواز شریف کا تعلق ہے، ان کے پاس فوج کی مخالفت کی حقیقی وجوہ تھیں، کیونکہ فوج نے انھیں بلاوجہ ہٹایا تھا۔ لہٰذا وہ چاہتے تھے کہ فوج کو اب وہ پوزیشن نہ دی جائے۔ یہ سب کچھ درست ہونے کے باوجود اب نواز شریف کا رول فوج کے بڑے اور سرپرست کا ہونا چاہیے۔ انڈیا سے جو حکومت کی محبت بڑھ رہی ہے، وہ بھی اسی لیے ہے کہ جب انڈیا سے دشمنی کم ہو جائے گی تو فوج کی اہمیت بھی کم ہو جائے گی۔

سوال : کیا حکومت اور فوج کے درمیان سب اچھا ہے۔ طالبان اور جیو کے معاملے میں یہ دونوں ایک Page پر ہیں؟

رضوان الرحمن رضی : 1947ء میں جب پاکستان آزاد ہوا اس وقت ہمیں جو ادارے وراثت میں ملے، ان میں مسلمان بیوروکریسی میں نہیں تھے۔ آئی سی ایس میں تو مسلمان تھے ہی نہیں، کوئی اکا دکا لوگ تھے۔ وہ ادارے نہیں بنا سکتے تھے۔ جو ادارہ ہمیں ملا وہ فوج کا تھا اور فوج نے 10 سال میں تمام ملک پر قبضہ کر لیا۔ ہمیں اپنی قوم کو سیلوٹ کرنا چاہیے کہ اس قوم نے فوج کے اس اقدام کی مزاحمت اور فوجی اقتدار کے خلاف جدوجہد کی۔ ہم بحیثیت قوم ہر مارشل لاء میں کچھ نہ کچھ ترقی کرتے رہے ہیں۔ پہلا مارشل لاء 4 سال لگا رہا، فوج نے سوچا ہی نہیں کہ ہم اب الیکشن بھی کروائیں۔ ایک ڈراما کیا اور مادر ملت محترمہ فاطمہ جناح کو غدار قرار دیا۔ قوم کچھ نہ کر سکی۔ دوسرا مارشل لاء لگا تو پہلے مارشل لاء سے قوم سبق سیکھ چکی تھی، لہٰذا فوج کو اس کے فوراً الیکشن کروانے پڑ گئے، اگرچہ اس کے نتیجے میں ملک ٹوٹ گیا۔ تیسرا مارشل لاء لگا تو جنرل ضیاء الحق کو نوے دن کا وعدہ کرنا پڑا۔ چوتھا مارشل لاء لگا تو جنرل پرویز مشرف کو ہمت نہیں ہوئی کہ وہ چیف مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر بنے۔ وہ چیف ایگزیکٹو بنا، اور اس نے اس سے کم عرصے میں انتخابات کروائے۔ انتخابات کروا کر جو بھی لوگ ان کی ساتھ ملے

ان پر پیسہ لٹایا۔ بہر حال ہماری قوم نے ہر مرحلے پر کچھ نہ کچھ سبق سیکھا ہے۔ یہ بہت بڑی پیش رفت ہے کہ وہ ادارے جن کے بارے میں منہ سے کوئی لفظ نہیں نکالا جا سکتا تھا، اب لاپتہ افراد کی وجہ سے ان کے خلاف دو گھنٹے مہم چلی تو اس کے بعد انھوں نے کوئی آدمی نہیں اُٹھایا، بلکہ قانونی طریقہ اپنایا۔ اب پاکستان کے اندر ادارے اپنی حدود کو سمجھ رہے ہیں۔ یہ خوشی کی بات ہے۔ دوسری بات یہ ہے ہمارے یہ ادارے جو حدود سے تجاوز کرتے رہتے ہیں ہمارا ان کے ساتھ محبت کا رشتہ ہے۔ ہم اپنے جوان بچے ان کو دیتے ہیں۔ ہمیں اس بات پر فخر ہوتا ہے کہ ہمارا بیٹا شہید ہوا۔ ہم اپنے بچوں کی شہادت کا جشن مناتے ہیں۔ لیکن جن کے ساتھ محبت کا رشتہ ہوتا ہے، ان سے توقع بھی زیادہ ہوتی ہے۔

جہاں تک آپ کا سوال ہے کہ طالبان اور جیو کے معاملہ پر حکومت اور فوج ایک Page پر ہیں، بالخصوص اس معاملے میں پہلے آٹھ گھنٹے تو ہمیں یہ نظر آیا کہ شاید حکومت نام کی کوئی چیز ہی نہیں ہے۔ دو ادارے آپس میں لڑ رہے ہیں اور حکومت بیٹھی تماشا دیکھ رہی ہے۔ حالانکہ جب پہلی سلائیڈ جیو پر چلی تھی جس میں ہمارے مقتدر ادارے کے سربراہ کا نام اور تصویر تھی، اسی وقت حکومت یا پیمرا کی طرف سے کال آنی چاہیے تھی کہ یہ آپ کیا کر رہے ہیں، یہ بند کریں۔ حکومت نے جو خاموشی اختیار کیے رکھی اُس سے ہمیں لگا کہ شاید ملک میں وزارت اطلاعات کا وجود ہی نہیں ہے۔ اس رویے سے حکومت کو نقصان ہوا۔ اداروں کی ہارٹ برننگ ہوئی۔ جب کردار کشی کی جا رہی تھی تو حکومت مدافعت میں نہیں آئی۔ بعد میں حکومت کی طرف سے وزیر داخلہ نثار علی خان کا بیان آیا۔

سوال : پاکستان میں حکومتی اداروں میں آج تک اچھی ورکنگ ریلیشن شپ کیوں قائم نہیں ہو سکی۔ وزیر اعظم اور صدر لڑتے ہیں۔ عدالت اور انتظامیہ آمنے سامنے آجاتے ہیں۔ عدالت کا قانون ساز اسمبلی سے بھی جھگڑا ہوتا ہے۔ اس کی کیا وجہ ہے؟

رضوان الرحمن رضی : دنیا میں ہر جگہ ریاستی ادارے اپنی اپنی حدود کو define کرنے میں لگے رہتے ہیں۔ پاکستان میں یہ پراسس ذرا بھدے انداز میں ہو رہا ہے۔ اس لیے ہمیں یہ نظر آ رہا ہے۔ ابھی پاکستان کی عمر صرف 66 سال ہے۔ وقت کے ساتھ ساتھ ہم بھی شائستہ انداز میں اپنے معاملات طے کرنے لگیں گے۔

ایوب بیگ مرزا : میں اس بات سے اختلاف کروں گا۔ جہاں تک عمر کی بات ہے تو عمر تو بھارت کی بھی 66 سال ہی ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ ہم نے اسلامی نظریئے کی بنیاد پر یہ ملک بنایا تھا۔ ادارے ہوں یا افراد، گروہ ہوں یا جماعتیں، ان سب کی غلطیوں کا اگر آپ تجزیہ کریں تو آپ وہیں پہنچیں گے جس کی میں نشاندہی کرنا چاہتا ہوں۔ ہماری سب سے بڑی غلطی یہ ہے کہ ہم نے ایک پلاٹ لیا تھا، ایک مکان تعمیر کرنے کے لیے۔ ہم نے اس پلاٹ کے شمال میں عمارت بنانے کے لیے بنیادیں کھودیں، لیکن بدقسمتی سے بعض گروہوں یا بعض جماعتوں نے شمال کی بجائے جنوب میں عمارت کھڑی کرنی شروع کر دی۔ اگر بنیادوں سے ہٹ کر آپ عمارت تعمیر کریں گے تو آپ کبھی کوئی پختہ عمارت تعمیر نہیں کر سکیں گے۔ اس کا کوئی سوال ہی نہیں ہے۔ واقعتاً اچھی ریلیشن شپ قائم نہیں ہو رہی ہے۔ آپ کا یہ کہنا بجا ہے کہ کبھی صدر لغاری بےنظیر سے لڑ رہے ہیں۔ کبھی نواز شریف اور غلام اسحاق لڑ رہے ہیں۔ کہیں چیف جسٹس اور حکومت آمنے سامنے نظر ہیں۔ کبھی حکومت چیف جسٹس کو گرفتار کر رہی ہوتی ہے۔ اگر ہم 1973ء کے آئین کی مکمل پابندی کرلیں تو بہتری آسکتی ہے۔ انڈیا والے اپنے آئین کی پابندی کرتے ہیں۔ ہمارے آئین کی شق نمبر 2 ہے کہ ریاست کا مذہب اسلام ہے۔ لیکن ہمارا مسئلہ سیکولر اپروچ ہے۔ سیکولرازم آئین و قانون اور تعلیم میں مذہبی مداخلت کی یکسر نفی کرتا ہے، جبکہ ہم نے یہ ملک بنایا ہی اسلام کے لئے تھا۔ آپ آئین کی شق 31 دیکھئے۔ اس میں صاف لکھا ہے کہ حکومت کی یہ ذمہ داری ہوگی کہ وہ ہر پاکستانی کو ایک اچھا مسلمان بنائے۔ اس کے لیے وہ تمام اقدامات کرے گی، جس سے وہ ایک اچھا مسلمان بن سکے گا۔ وہ قرآن اور حدیث کی تعلیمات کو عام کرے گی۔ وہ عربی زبان کی ترویج کرے گی۔ لوگ کہتے ہیں کہ طالبان نے آئین کو برا بھلا کہہ دیا۔ لیکن میں سمجھتا ہوں کہ ہماری سول اور فوجی حکومتیں اور بڑے سے بڑے اعلیٰ عہدیدار بھی آئین شکنی کا ارتکاب کرتے ہیں۔ جب تک ہم ملک کو اسلام کی راہ پر نہیں ڈالتے تو گویا ہم اپنی بنیادوں کو کھو رہے ہیں۔ ہم اگر اس لائن پر نہیں چلیں گے جو لائن اس گھر کے بڑوں نے کھینچی تھی تو گھر والے آپس میں لڑتے رہیں گے، اور یہ مسئلہ ختم نہیں ہوگا، خواہ آپ برطانیہ سے بھی اچھی جمہوریت یہاں قائم کر دیں۔ یہ عدم توازن اس وقت ہی ختم ہوگا جب ہم اس بنیاد پر تعمیر کریں گے، جس پر ہم نے یہ ملک حاصل کیا تھا۔

☆☆☆☆☆

خصوصی رپورٹ

امیر تنظیم اسلامی کی مصروفیات

جمعہ (2 مئی) کو امیر تنظیم اسلامی محترم عاکف سعید حفظہ اللہ نے حسب سابق قرآن اکیڈمی لاہور میں اجتماع جمعہ سے خطاب کیا۔ ہفتہ (3 مئی) کو وہ حلقہ خیبر پختونخوا جنوبی کے طے شدہ دورہ پر پشاور روانہ ہوگئے۔

اتوار (4 مئی) کی صبح نو بجے سے حلقے کے اجتماع میں شرکت فرمائی۔ نظم اور نئے رفقاء سے تعارف کے بعد سوال و جواب کا سیشن ہوا۔ بعدازاں حلقے کی شوریٰ سے ملاقات ہوئی۔ مولانا الطاف الرحمٰن صاحب بنوی سے ملاقات کی۔ روزنامہ ”آئین“ کے ایک صحافی سے بھی ملاقات ہوئی۔ واپسی پر نثار باچا کے بڑے بھائی (رحیم اللہ باچا) کی تعزیت کی۔

منگل (6 مئی) کی شام سالانہ تنظیمی دورے کے حوالے سے مقامی تنظیم گڑھی شاہو کے رفقاء سے مرکز گڑھی شاہو لاہور میں ملاقات کی۔ اس پروگرام میں 40 رفقاء نے شرکت کی۔ سوائے دو کے سب ملتزم رفقاء موجود تھے۔ مقامی امیر، نئے رفقاء اور پرانے نامانوس رفقاء سے تعارف ہوا۔ بعدازاں سوال و جواب کی نشست ہوئی۔ نماز عشاء اور عشائیہ کے بعد یہ پروگرام اختتام پذیر ہوا۔

تزکیۂ نفس

نوراللہ
طالبعلم کلیۃ القرآن لاہور

تزکیہ کے لغوی معنی پاک کرنا، ابھارنا، نشوونما دینا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿ وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ مَا زَكٰى مِنْكُمْ مِّنْ اَحَدٍ اَبَدًا ۙ وَّلٰكِنَّ اللّٰهَ يُزَكِّيْ مَنْ يَّشَاۗءُ ۭ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ﴿٢١﴾ ﴾ (النور) ''اور اگر تم پر اللہ کا فضل اور مہربانی نہ ہوتی تو ایک شخص بھی تم میں پاک نہ ہو سکتا مگر اللہ جس کو چاہتا ہے پاک کر دیتا ہے (اور) اللہ سننے والا (اور) جاننے والا ہے۔''

تزکّٰی (پاکیزگی) سے مراد کفر و شرک سے براءت کرتے ہوئے ایمان لانا، بُرے اخلاق ترک کر کے اچھے اخلاق اختیار کرنا، اور بُرے اعمال چھوڑ کر نیک اعمال کرنا ہے۔ سورۃ الشمس میں ہے: ﴿ قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَكّٰىهَا ۝ ﴾ (آیت:9) ''کہ جس نے (اپنے) نفس (یعنی روح) کو پاک رکھا وہ مراد کو پہنچا'' یعنی جو اپنے نفس کو فسق و فجور سے پاک کرے اور اسے ابھار کر تقویٰ کی بلندی پر لے جائے اور اس کے اندر بھلائی کو نشوونما دے وہ کامیاب و کامران ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے رسول اکرم ﷺ سے فرمایا: ﴿ وَمَا عَلَيْكَ اَلَّا يَزَّكّٰى ۝ ﴾ (عبس:7) ''حالانکہ اگر وہ نہ سنورے تو تم پر کچھ (الزام) نہیں''

تزکّٰی کے ایک اور معنی قبول اسلام بھی ہیں۔ ارشاد ربانی ہے: ﴿ فَقُلْ هَلْ لَّكَ اِلٰٓى اَنْ تَزَكّٰى ۝ ﴾ (النّٰزعٰت:18) ایک اور جگہ ارشاد ربانی ہے: ﴿ يُزَكِّيْ مَنْ يَّشَاۗءُ ﴾ ''پاکیزہ کرتا ہے جس کو چاہتا ہے۔''

یعنی مزکی حقیقی نے لوگوں کا تزکیہ کرنے کے لئے اپنے نبی آخر الزمان حضرت محمد ﷺ کو کتاب ہدایت (قرآن مجید) کی عملی تفسیر بنا کر بھیجا، تاکہ آپؐ انسانوں کی ہمہ جہت حالت خیالات اخلاقیات غرض ہر چیز کو سنواریں۔ قرآن حکیم میں مالی پاکیزگی کے لیے حکم الٰہی ہے۔

﴿ خُذْ مِنْ اَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَتُزَكِّيْهِمْ بِهَا وَصَلِّ عَلَيْهِمْ ۭ اِنَّ صَلٰوتَكَ سَكَنٌ لَّهُمْ ۭ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ۝ ﴾ (التوبہ:103) ''ان کے مال میں سے زکوٰۃ قبول کر لو کہ اس سے تم ان کو (ظاہر میں بھی) پاک اور (باطن میں بھی) پاکیزہ کرتے ہو اور ان کے حق میں دعائے خیر کرو کہ تمہاری دعا ان کے لئے موجب تسکین ہے اور اللہ سننے والا اور جاننے والا ہے۔'' یعنی ان کے اموال میں سے صدقہ و زکوٰۃ لے کر ان کے مالوں اور ان کے خیالات، اخلاقیات کو پاکیزہ بنا دیجیے۔

اسی طرح تزکیۂ نفس سلوک کے مراحل کے اعتبار سے تصوف کی بنیادی اصطلاح ہے۔ ایک صوفی کا منتہائے مقصود عرفانِ ذات ہے۔ جب عرفانِ ذات حاصل ہو جاتا ہے تو پھر بندہ ریاکاری، کبر و نخوت پروری، حسد، غضب، لالچ، شہوانیت وغیرہ سب سے اپنے آپ کو محفوظ پاتا ہے۔

تزکیہ کی اقسام:

تزکیہ کی مندرجہ ذیل اقسام ہیں:

1 دل کی پاکیزگی

کفر اور شرک سے اور باطل عقیدوں سے اور بری نیتوں سے بداخلاقی مثلاً حسد، کینہ، دغابازی اور تکبر وغیرہ سے۔

2 بدن اور کپڑوں کی پاکیزگی

بدن اور کپڑوں کو ظاہری نجاستوں مثلاً پیپ، لہو، بول و براز وغیرہ سے جسم کو پاک وصاف رکھنا۔ ارشاد الٰہی ہے: ﴿ وَثِيَابَكَ فَطَهِّرْ ﴿٤﴾ ﴾ (سورۃ المدثر) ''اور اپنے کپڑوں کو پاک رکھو'' جسم اور لباس کی پاکیزگی اور روح کی پاکیزگی دونوں لازم و ملزوم ہیں۔

رسول اکرم ﷺ جس معاشرے میں دعوت اسلام لے کر اٹھے وہ صرف عقائد اور اخلاقی برائیوں ہی میں بتلا نہ تھا بلکہ طہارت اور نظافت کے بنیادی تصور سے بھی خالی تھا۔ مزکی اعظم ﷺ کا کام انہیں ہر لحاظ سے پاکیزگی کا سبق سکھانا تھا۔ اس کے لیے آپؐ کو خود بھی ظاہری پاکیزگی حاصل کرنے کا درس دیا گیا، تاکہ لوگ اسوۂ حسنہ کو دیکھ کر پاکیزگی حاصل کریں۔ اسلام سے قبل عرب کے لوگ طہارت سے واقف نہ تھے لیکن آج کی ترقی یافتہ تہذیبیں بھی اس امر سے خالی ہیں۔

3 بدن کا حدث اور جنابت سے تزکیہ

تزکیہ کی تیسری قسم بدن کی پاکیزگی ہے۔ اس کے لئے جسم کو وضو اور غسل کے ذریعے حدث اور جنابت سے پاک وصاف رکھنا ضروری ہے۔

4 بدن کی پیدا ہونے والی اشیاء سے تزکیہ

تزکیہ کی چوتھی قسم بدن سے پیدا ہونے والی اشیاء مثلاً زیر ناف بال، بغلوں کے بال، بدن کا میل و کچیل وغیرہ کو ہٹانا ہے۔ داڑھی یا سر کے بال لمبے ہوں تو ہر ہفتہ میں خصوصاً جمعۃ المبارک کے دن ان بالوں کو دھونا، کنگھی کرنا اور عطر لگانا سنت ہے۔

5 مال کی پاکیزگی

ارشاد خداوندی ہے: ﴿ خُذْ مِنْ اَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَتُزَكِّيْهِمْ ﴾ (التوبہ:103) ''ان کے مال میں سے زکوٰۃ قبول کر لو کہ اس سے تم ان کو (ظاہر میں بھی پاک اور (باطن میں بھی) پاکیزہ کرتے ہو۔'' یعنی ان کے مالوں سے صدقات و زکوٰۃ لے کر اس کے ذریعے انہیں پاکیزگی عطا کرو اور ان کا تزکیہ نفس کرو۔

6 فخر و تکبر اور ریاکاری سے پاکیزگی

ہمارا لباس صاف ستھرا اور پاکیزہ تو ضرور ہونا چاہیے، مگر اس میں فخر و تکبر ریاکاری نمود و نمائش اور شان و شوکت کا شائبہ بھی نہ ہو۔ لباس وہ اوّلین چیز ہے جو لوگوں کو آدمی کی شخصیت کا تعارف کرواتی ہے۔ جس قسم کا لباس کوئی شخص پہنتا ہے، لوگ اس سے اس کے دل کی اندرونی کیفیت کا اندازہ لگاتے ہیں۔ رئیسوں، نوابوں کے لباس، مذہبی پیشواؤں کے لباس، متکبر اور بر خود غلط لوگوں کے لباس، چھچھورے اور کم ظرف لوگوں کے لباس اور آوارہ منش لوگوں کے لباس، ہر ایک کی الگ الگ شخصیت کا پتہ دیتے ہیں۔

7 اخلاقی پاکیزگی

پاک دامنی سے مراد اخلاقی برائیوں سے پاک ہونا اور عمدہ اخلاق سے آراستہ ہونا ہے۔ گندگی سے مراد ہر قسم کی گندگی ہے، خواہ وہ عقائد اور خیالات کی ہو یا اخلاق و اعمال یا جسم و لباس اور رہن سہن کی۔ چنانچہ گرد و پیش سارے معاشرے میں طرح طرح کی جو گندگیاں پھیلی ہوئی ہیں، ان سب سے اپنا دامن بچا کر رکھا جائے، تاکہ کوئی شخص کبھی یہ نہ کہہ سکے کہ جن برائیوں سے تم لوگوں کو روک رہے ہو، وہ خود تمہارے اندر پائی جاتی ہیں۔

حلقہ پنجاب شرقی کے تحت رفقاء کا سہ ماہی اجتماع

تنظیم اسلامی حلقہ پنجاب شرقی کے رفقاء کا سہ ماہی اجتماع 6اپریل2014بروز اتوار مرکز تنظیم اسلامی ہارون آباد میں ہوا۔ اجتماع میں113رفقاء اور 5احباب نے شرکت کی۔ اجتماع صبح ساڑھے نو بجے شروع ہوااور سہ پہر تین بجے اختتام پذیر ہوا۔ ابتدائی کلمات امیر حلقہ محمد ناصر بھٹی نے کہے۔ نظامت کی ذمہ داری بھی انہوں نے ہی ادا کی۔ ابتدائی خطاب جناب منیر احمد کا تھا۔ انہوں نے سورۃ الشوریٰ کی آیات 13،14 کی روشنی میں اقامت دین کی فرضیت اور اس کے لئے زور دار دعوت کے موضوع پر گفتگو کی۔ اس کے بعد امیر حلقہ نے ''اقامت دین کی جدوجہد کرنے والی جماعت کی ہیئت ترکیبی اور تنظیمی اساس'' پر سورۃ الصف، سورۃ الفتح، سورۃ التوبہ، اور سورۃ الممتحنہ کی روشنی میں گفتگو کی۔ بعدازاں چائے کا وقفہ ہوا۔ وقفہ کے بعد نثار احمد شفیق نے بیعت کے موضوع پر حضرت عبادہ بن ثابت رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث مبارکہ بیان کی اور بیعت کی اہمیت اور ضرورت کو واضح کیا۔ حافظ فرخ ضیاء نے 'اطاعت امر بمقابلہ تنازع فی الامر' کے موضوع پر سورۃ النساء، سورۃ الانفال اور سورۃ آل عمران کی آیات کے حوالہ سے گفتگو کرتے ہوئے اطاعت امیر کی اہمیت و برکات اور تنازع فی الامر پر اللہ کی ناراضی اور اس کے نقصانات بیان کیے۔ جماعتی زندگی کے مہلک ترین مرض ''نجویٰ'' پر گفتگو امین نوشاہی نے کی۔ انہوں نے سورۃ المجادلہ کی روشنی میں موضوع پر گفتگو کرتے ہوئے رفقاء کو نجویٰ کے نقصانات سے آگاہ کیا۔ آخری خطاب وقار اشرف کا تھا۔ انہوں نے نظم جماعت کی پابندی اور اس سے رخصت اور معذرت کو سورۃ النور اور سورۃ التوبہ کے حوالے سے واضح کیا۔ امیر حلقہ کے اختتامی کلمات اور مسنون دُعا پر پروگرام کا اختتام ہوا۔ اجتماع کے اختتام پر رفقاء کو کھانا پیش کیا گیا۔

مقامی تنظیم خانیوال کی پہلی شب بیداری

تنظیم اسلامی خانیوال جس کا قیام حال ہی میں عمل میں آیا ہے، کے تحت پہلی شب بیداری19اور20اپریل کی درمیانی شب جامع مسجد لوکوشیڈ (مولانا عباس والی مسجد) میں ہوئی۔ نماز عشاء کے بعد مسجد کے خطیب حافظ نعمان عباس نے رفقائے تنظیم اسلامی کے لیے خصوصی دُعا کی۔ انہوں نے دین کے غلبہ کے لیے تنظیم اسلامی کی جدوجہد کو سراہا اور پاکستان میں نفاذ اسلام کی ضرورت پر زور دیا۔ (مولانا عباس اختر شدید علیل ہیں، اللہ تعالیٰ انہیں شفائے کاملہ عاجلہ عطا فرمائے۔ آمین) امیر مقامی تنظیم محمد انور نے اُسرہ خانیوال کو تنظیم کا درجہ ملنے پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا اور رفقاء کو تاکید کی کہ اپنی ذمہ داریاں نبھانے کے لیے جدوجہد تیز تر کریں، تاکہ ضلع خانیوال میں دعوت دین اور تنظیم کے کام کو فروغ حاصل ہو۔ انہوں نے تنظیم اسلامی کی قرارداد تاسیس کا مطالعہ کروایا۔ انجینئر غلام محی الدین نے فرائض دینی کا جامع تصور جامعیت کے ساتھ پیش کیا۔ انہوں نے رفقاء اور احباب پر واضح کیا کہ آج مسلمانوں کے ذہنوں میں دین کا تصور محدود ہو کر مروجہ مفہوم میں ایک مذہب کی صورت میں باقی رہ گیا ہے، جبکہ اسلام ایک دین کامل اور مکمل ضابطۂ حیات ہے۔ اسلام یہ تقاضا کرتا ہے کہ ایک بندۂ مومن حقیقی یقین قلبی سے سرشار ہو اور عبادت رب، شہادت الناس، تکبیر رب اور اقامت دین کی جدوجہد کرے۔ انجینئر بلال خان نے ''نجویٰ: جماعتی زندگی کا مہلک ترین مرض'' کے موضوع پر سیر حاصل گفتگو کی۔ انہوں نے انسان کی طبعی کمزوریوں اور شیطانی ہتھکنڈوں کو متعلق قرآنی حوالوں سے واضح کیا اور کہا کہ غیبت، بغض، کینہ اور حسد جماعتی زندگی میں رخنہ ڈالنے والے امراض ہیں، جن سے بچاؤ کے لئے اپنا محاسبہ کرنے کی ضرورت ہے۔ پروفیسر محمد الیاس نے ''رب ہمارا'' کے موضوع پر خطاب کیا۔ انہوں نے بندے اور رب کے تعلق کو مختلف پیراؤں سے واضح کیا۔ انہوں نے بتایا کہ بندگی رب کی ہمہ وقت غلامی کا نام ہے۔ رب کی خوشنودی اور رضا بندے کی سب سے پہلی ترجیح ہونی چاہیے۔ انہوں نے واضح کیا کہ عبادت حب الٰہی کے ساتھ اللہ کی اطاعت ہے۔ اس کے بعد آرام کا وقفہ ہوا۔ رفقاء اور احباب نے رات کے آخری پہر بیدار ہو کر نوافل اور تلاوت قرآن کا اہتمام کیا۔ نماز فجر سے پہلے انجینئر محمد بلال نے سورۃ المومنون کی ابتدائی گیارہ آیات پر درس دیا۔ بزرگ رفیق سید اختر علی اور مظہر اقبال کی طرف سے رفقاء اور احباب کے لیے ریفریشمنٹ کا انتظام کیا گیا۔ اس شب بیداری میں25رفقاء و احباب نے شرکت کی۔ نماز فجر کے بعد امیر مقامی تنظیم نے اختتامی کلمات میں شرکاء سے ایمان و علم میں اضافے کے لیے قرآن حکیم اور اُس کی تفسیر کے مطالعے کو روزانہ کا معمول بنانے پر زور دیا۔ انہوں نے رفقاء کو ترغیب دلائی کہ نظم کے تقاضوں کو مدنظر رکھتے ہوئے تنظیم کے ہر پروگرام اور اسرہ میٹنگ میں اپنی حاضری کو یقینی بنائیں۔ مسنون دعا پر اس پروگرام کا اختتام ہوا۔ اللہ تعالیٰ دین کے لیے ہماری اس جدوجہد کو قبول فرمائے۔ (آمین) (رپورٹ: محمود احمد بھٹی، خانیوال)

منفرد اسرہ ڈسکہ حلقہ گوجرانوالہ کے زیر اہتمام دعوتی پروگرام

منفرد اسرہ ڈسکہ حلقہ گوجرانوالہ نے جو اپنے حجم کے اعتبار سے ابھی زیادہ وسعت کا حامل نہیں، امپیریل میرج ہال ڈسکہ میں 'دفاع پاکستان، مگر کیسے؟'' کے عنوان سے ایک دعوتی پروگرام کا انعقاد کیا۔ پروگرام میں گفتگو کے لئے نائب ناظم اعلیٰ شمالی پاکستان خالد محمود عباسی کو دعوت دی گئی تھی۔ پروگرام سے قبل بھرپور تشہیری مہم چلائی گئی۔ شہر بھر میں چنددن پہلے بیس(20) بڑے سائز کے بینرز آویزاں کروائے گئے۔ پانچ ہزار کی تعداد میں ہینڈبل اخبارات میں رکھوانے کے علاوہ نماز جمعہ کے اختتام پر نمازیوں میں تقسیم کیے گئے۔ جس کے لیے قرب وجوار کی دس مساجد کا انتخاب کیا گیا۔ انفرادی دعوت کے لیے چار سو دعوت نامے تقسیم کیے گئے۔

مقررہ روز رفقائے تنظیم اسلامی منفرد اُسرہ ڈسکہ اور امیر حلقہ گوجرانوالہ نماز عصر سے قبل ہی ہال میں جمع ہو گئے اور انتظامات کو حتمی شکل دی۔ نماز مغرب کے بعد پروگرام کا آغاز کر دیا گیا۔ نظامت کے فرائض نقیب اسرہ ڈاکٹر احمد عاشر محسن نے ادا کیے۔ پروگرام کے آغاز کے ساتھ ہی لوگوں کی آمد میں تیزی سے اضافہ ہوا۔ یہاں تک کہ مزید نشستوں کا اہتمام کرنا پڑا، جو رفقاء کے لیے خوشی کا باعث تھا۔

آیات قرآنی کی تلاوت و ترجمہ کے بعد جناب خالد محمود عباسی نے ریاست مدینہ اور مملکتِ خداداد پاکستان کے تعلق کا خاکہ اس خوبصورتی سے کھینچا کہ سامعین عش عش کر اُٹھے۔ عباسی صاحب نے دفاع پاکستان کی ضرورت و اہمیت پر گفتگو کرتے ہوئے کہا کہ پاکستان کے مؤثر دفاع کی ایک ہی صورت ہے کہ رب کی دھرتی پر رب کا نظام یعنی نظام خلافت قائم کیا جائے۔ اسلام ہی ہماری قوت اور ہمارا محافظ ہے۔ اپنے اساسی

نظریے سے روگردانی کر کے ہم کبھی اس ملک کو مستحکم نہیں بنا سکتے۔

پروگرام کے اختتام پر سامعین کی ایک بڑی تعداد نے بک سٹال سے کتب اور سی ڈیز وغیرہ کی خریداری کی۔ ہال میں قائم بک سٹال تنظیم اسلامی حلقہ گوجرانوالہ کے خازن انور خان کی کتاب دوستی اور حسن ترتیب کا منہ بولتا ثبوت تھا۔ تمام سامعین میں تعارف تنظیم اسلامی اور دیگر کتابچوں پر مشتمل گفٹ پیک تقسیم کیے گئے۔ نماز عشاء کی باجماعت ادائی کے بعد پروگرام کا باقاعدہ اختتام ہوا۔ الحمدللہ! اس پروگرام کے چند دن بعد ڈسکہ کے رفقاء نے تقریب کے شرکاء سے تاثرات معلوم کیے جو بہت حوصلہ افزا تھے، جس سے تنظیم کے رفقاء کو تقویت ملی اور ارادہ کیا گیا کہ تنظیم ایسے پروگراموں کا انعقاد گاہے بگاہے کرواتی رہے گی۔ پروگرام کے تمام اخراجات منفرد اسرہ ڈسکہ کے رفقاء نے خصوصی انفاق کرتے ہوئے برداشت کیے۔ اللہ تعالیٰ ہماری اس کوشش کو اپنی بارگاہ میں شرف قبولیت عطا فرمائے۔ (آمین) (رپورٹ: پروفیسر شاہد اختر)

تنظیمی اطلاعات

مقامی تنظیم ''گلزار ہجری'' میں ڈاکٹر انوار علی کا بطور امیر تقرر

امیر حلقہ کراچی شمالی کی جانب سے مقامی تنظیم گلزار ہجری میں تقرر امیر کے لئے موصولہ اُن کی اپنی تجویز اور رفقاء کی آراء کی روشنی میں امیر محترم نے مرکزی مجلس عاملہ کے اجلاس منعقدہ 24 اپریل 2014ء میں مشورہ کے بعد ڈاکٹر انوار علی کو مقامی تنظیم کا امیر مقرر فرمایا۔

مقامی تنظیم ''گلزار قائد'' میں تقرر امیر

ناظم حلقہ پنجاب شمالی کی جانب سے مقامی تنظیم گلزار قائد میں تقرر امیر کے لئے موصولہ اُن کی اپنی تجویز اور رفقاء کی آراء کی روشنی میں امیر محترم نے مرکزی مجلس عاملہ کے اجلاس منعقدہ 24 اپریل 2014ء میں مشورہ کے بعد ڈاکٹر فیصل احمد کو مقامی تنظیم کا امیر مقرر فرمایا۔

ضرورت رشتہ

جوہر ٹاؤن میں مقیم شیخ فیملی کو اپنی 21 سالہ بیٹی، صوم وصلوٰۃ اور پردہ کی پابند، تعلیم ایک سالہ رجوع الی القرآن کورس (جاری)، ایف اے کے لئے دینی گھرانے سے رشتہ درکار ہے۔
برائے رابطہ: 4220313-0321 35300561 (042)

دعائے مغفرت کی اپیل

☆ مقامی تنظیم جھنگ کے امیر عبداللہ اسمٰعیل کی پھوپھی جان کا انتقال ہو گیا۔
☆ مقامی تنظیم جھنگ کے رفیق محمد افضل راہی کی والدہ محترمہ انتقال کر گئیں۔
☆ منفرد اسرہ گوجرہ کے نقیب گلزار احمد پاشا کے والد محترم انتقال کر گئے۔
☆ مقامی تنظیم فیصل آباد شرقی کے نقیب اسرہ محمد اصغر صدیقی کے تایازاد بھائی انتقال کر گئے۔
☆ مقامی تنظیم فیصل آباد غربی کے نقیب اسرہ محمد اسد کی دادی محترمہ کا انتقال ہو گیا۔
☆ تنظیم اسلامی منڈی بہاؤالدین کے مبتدی رفیق حامد نواز کے بڑے بھائی قضائے الٰہی سے وفات پا گئے۔

اللہ تعالیٰ مرحومین و مرحومات کی مغفرت فرمائے۔ (آمین) قارئین اور رفقاء واحباب سے بھی ان کے لئے دُعائے مغفرت کی اپیل ہے۔

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلَھُمْ وَارْحَمْھُمْ وَاَدْخِلْھُمْ فِیْ رَحْمَتِکَ وَحَاسِبْھُمْ حِسَابًا یَّسِیْرًا

حرف شجاعت

عزمِ سفر!

عرشی بھوپالی

ابھی تو عزمِ سفر تشنۂ کام منزل ہے
مرے ندیم! تھکے قافلوں کی بات نہ کر
بھٹک رہے ہیں نگارِ سحر کے دیوانے
لہو میں بھیگی ہوئی مشعلوں کی بات نہ کر

فریب دے کے اُنہیں رہزنوں نے لوٹ لیا
وہ کارواں جو اُمید سحر میں سوئے تھے
بھلا سکیں گے نہ صدیوں کا جانگداز سفر
اندھیرے کاٹ رہے ہیں، ستارے بوئے تھے

قرارادِ مقاصد سے کھیلنے والو!
حیات و موت کے جادے بدلتے جاتے ہیں
زمین پاک سے اُبھرا ہے اِک نیا خورشید
چراغ راہگذاروں پہ جلتے جاتے ہیں

ہزار طوق و سلاسل، ہزار دار و رسن
مرے جنوں کے قدم ڈگمگا نہیں سکتے
طلسم خانۂ شب کے طویل سنّاٹے
مری سحر کے اُجالے چُرا نہیں سکتے

(مرسلہ: قاضی عبدالقادر، کراچی...... ماہنامہ چراغِ راہ: 1954ء)

ضرورت کمپیوٹر آپریٹر

تنظیم اسلامی کے مرکز گڑھی شاہو لاہور میں کمپیوٹر آپریٹر کی ضرورت ہے جو Inpage اور MS-Excel میں مہارت رکھتا ہو۔ تنظیم اسلامی کے رفقاء کو ترجیح دی جائے گی۔ درخواست گزار اپنی CV مرکز تنظیم کے ای میل markaz@tanzeem.org پر ارسال کریں۔